بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کہ رسالہ بے نظیر

تیسیر المنطق

مصنفہ

جناب مولانا حافظ محمد عبد اللہ صاحب گنگوہی

محشی

بحاشیہ قدیمہ

تیسیر المنطق

از

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

و

بحاشیہ جدیدہ

تفسیر المنطق

از

جناب مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی

مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ناشر

مکتبہ نعیمیہ مئو ناتھ بھنجن (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ عرض ہے کہ اس زمانہ میں عموماً طلبہ کی استعدادیں بہت ضعیف ہوگئی ہیں خصوصاً جو مضامین فہم سے تعلق رکھتے ہیں انکو کما حقہ نہیں سمجھتے اور یہ حالت ابتدائی درجوں سے انتہائی سلسلہ تک ہے اس میں تو شک نہیں ہے کہ اس کا سبب ضعف فہم واستعداد ہے لیکن اگر ابتدائی کتب نحو، صرف، ومنطق خوب سمجھا کر یاد کرادی جائیں تو اس ضعف کا بہت کچھ جبر نقصان ہوجاتا ہے ابتدائی علوم میں صرف ونحو سے جو طلبہ کو کچھ مناسبت ہوتی بھی ہے اور اس کو سمجھ جاتے ہیں لیکن منطق ایسا علم ہے جس کا تعلق صرف ذہن اور فہم سے ہے اسلئے بہت کم اس سے مناسبت ہوتی ہے اور نوآموز طلبہ کچھ نہیں سمجھتے کچھ تو سمجھ کمزور محسوسات کے اندر الجھی ہوئی اور پھر فن بالکل نیا اور اس پر یہ اشکال کہ رسائل منطق سب غیر زبان کے جو فارسی میں ہیں یا عربی میں اب بچوں کا فہم متحیر ہوتا ہے کہ زبان کا اشکال رفع کرے اور مبتدا و خبر فاعل کو سمجھے یا مضامین کو محفوظ کرے اس ضرورت سے ضروری مسائل منطق کے اردو میں لکھے گئے اور ان کو رسالہ کی صورت میں لاکر "تیسیر المنطق" کے نام سے موسوم کیا گیا اور پھر چند مبتدیوں کو خود اس احقر نے پڑھایا تو نہایت مفید و نافع پایا کہ رسائل منطق فارسی و عربی کے اس کے ذریعہ سے بالکل سہل ہوگئے لیکن بوجہ اپنی کم استعدادی و بے بضاعتی کے اس پر اعتماد نہ ہوا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے یہ صحیح ہوا سلئے اس رسالہ کو تصحیح کے لئے سیدی حضرت مولانا صدیق[1] احمد صاحب مفتی ریاست مالیر کوٹلہ مدظلہم العالی کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت مولانا ممدوح نے اس ناچیز کی تحریر کو پسند فرمایا اور احقر کی عزت افزائی فرمائی اور جا بجا اس میں اصلاح و ترمیم فرماکر آخر میں تصدیق و تقریظ کے طور پر یہ چند کلمات بھی تحریر فرمائے جو تبرکاً اس رسالہ کے آخر میں بجنسہٖ نقل کئے گئے ہیں۔

امید کہ حضرات مدرسین مدارس عربیہ اس کو قبول فرماکر طلبہ کو اس کی طرف متوجہ فرمائیں اور جو کچھ سہواً اس میں پاویں احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ طبع ثانی کے وقت اس کو درست کردیا جاوے۔

احقر محمد عبداللہ عفی عنہ گنگوہی۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ

---

[1] حضرت مولانا قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور کے متوطن تھے حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور مجاز بیعت تھے بڑی بڑی خصوصیتوں والے بزرگ تھے درجہ ابتدائی کی تعلیم سے خاص تعلق اور مہارت تامہ تھی مدرسہ عالیہ دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور کے ذریعہ درجہ ابتدائی کے سرپرست تھے۔ کثر اللہ فیہما امثالہما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

سبق اول

علم کی تعریف اور اسکی قسمیں

علم[1] کسی شے کی صورت کا تمہارے ذہن میں آنا ہے، جیسے زید[2] کسی نے بولا اور تمہارے ذہن میں اسکی صورت آئی یہ زید کا علم ہے۔ علم کی دو قسمیں ہیں۔ تصور[3] و تصدیق[4]

تصدیق[5] ۔ علم اس بات کا ہے کہ فلاں شئ[6] فلاں شئ جیسے کہ تمکو اس بات کا علم ہو کہ زید عمر کا باپ[7] ہے

تصور[8] ۔ وہ علم ہے جس میں اس قسم کا علم نہ ہو جیسے صرف زید کا علم یا مثلاً زید کا غلام۔

سوالات

ان مثالوں میں ذرا غور کرو اور بتاؤ کہ تصور کون ہے اور تصدیق کون

۱۔ زید کا گھوڑا (۲) عمرو کی بیٹی (۳) عمرو زید کا غلام (۴) بکر خالد کا بیٹا ہے (۵) سر درد پانی (۶) محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں (۷) جنت حق ہے (۸) دوزخ کا عذاب (۹) قبر کا عذاب حق ہے (۱۰) مکہ معظمہ

---

[1] جیسے آئینہ کے سامنے جب کوئی چیز آتی ہے تو اس میں اس چیز کی صورت نقش ہو جاتی ہے اسی طرح ہمارے ذہن میں بھی ہر چیز کی ایک صورت نقش ہو جاتی ہے مگر آئینہ میں تو دکھائی دینے والی چیز ہی کی صورت آتی ہے اور ذہن میں دکھائی دینے والی چھوئی جانیوالی، چکھی جانیوالی، سنائی دینے والی، سونگھی جانیوالی اور سمجھی جانیوالی چیزوں اور باتوں کی صورت اور کیفیت بھی آجاتی ہے یہی ہر چیز کا علم ہے۔ دیکھو ہم ایک شخص کو دیکھ کر اسکی آواز کو سنکر یہ کہتے ہیں کہ زید نہیں عمرو ہے اس واسطے کہ زید کے دیکھنے اور اسکی آواز سننے سے ہمارے ذہن میں جو صورت اور کیفیت آئی ہوئی تھی وہ ایسی نہیں ایسے ہی ناشپاتی کو دیکھ کر چکھ کر سونگھ کر چھو کر ہم دیکھتے ہیں کہ سیب نہیں اسلئے کہ سیب کے دیکھنے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے سے جو صورت اور کیفیت ذہن میں آتی ہوتی ہے وہ ایسی نہیں اسی طرح کسی چیز کو میٹھا، کسی کو کھٹا کسی کو سخت کسی کو نرم کسی کو سڑا ہوا کسی کو خوشبودار وغیرہ وغیرہ اس لئے کہتے ہیں کہ میٹھے، کھٹے کے چکھنے سخت اور نرم کے چھونے سے سڑے اور خوشبودار کے سونگھنے سے جو صورت اور کیفیت ذہن میں آئی ہوئی ہے وہ ایسی ہے۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ دیکھنے، چھونے، چکھنے سننے اور سونگھنے سے ذہن میں ایک صورت آجاتی ہے اسی طرح کسی بات کے سمجھنے سے بھی ایک صورت ذہن میں آتی ہے یہی سب علم ہے۔ ۱۲ ج [2] یعنی جملہ خبریہ ہو اور ظاہر کرنا ہو ۱۲ ج [3] یعنی جملہ خبریہ اور یقینی نہ ہو پھر چاہے ایک ہی چیز کا علم یعنی صورت ہو جیسے زید کی صورت یا دو تین چیزوں کی ہو اور ان میں نسبت نہ ہو جیسے زید، عمر، بکر، خالد وغیرہ کی صورت الگ الگ یا نسبت بھی ہو مگر تامہ نہ ہو جیسے زید کا غلام، اچھی ٹوپی یا جملہ ہو مگر خبریہ نہ ہو انشائیہ ہو جیسے لے۔ یا خبریہ ہو مگر شک ہو آیا ہوگا وغیرہ سب تصور ہے ۱۲ ج [4] یا فلاں شئ نہیں ۱۲ نشف [5] زید عمر کا باپ نہیں ۱۲ نشف۔

سبق دویم

تصوّر اور تصدیق کی قسمیں

تصور کی دو قسمیں ہیں۔ تصور بدیہی[1]۔ تصوّر نظری[2]

تصور بدیہی۔ ایسی شئی کا علم ہے کہ اسکی تعریف بتانیکی ضرورت نہ ہو بدون تعریف کے سمجھ میں آجاوے جیسے پانی، آگ، گرمی، سردی کو سنتے ہی یہ چیزیں تمہاری سمجھ میں آجاتی ہیں تعریف کی ضرورت نہیں

تصور نظری۔ اس شئی کا علم ہے کہ بدون تعریف کئے وہ تمہاری سمجھ میں نہ آوے جیسے اسم فعل حرف[1] معرّب، مبنیّ، جنّ، فرشتہ، بھوّت، دیو۔

تصدیق کی بھی اسی طرح دو قسمیں ہیں۔ تصدیق بدیہی[1]، تصدیق نظری[2]۔

تصدیق بدیہی۔ وہ تصدیق ہے جس کے لئے دلیل بنانیکی ضرورت نہ ہو جیسے دو چار کا آدھا ہے اور ایک چار کا چوتھائی ہے۔

تصدیق نظری۔ وہ تصدیق ہے جس کے لئے دلیل بنانیکی ضرورت ہو جیسے پریاں[2] موجود ہیں۔ عالم بنانیوالا اور تصرف کرنیوالا ایک ذات پاک[3] ہے۔

سوالات

امثلہ ذیل میں بتاؤ کہ کون تصور و تصدیق کس قسم کا ہے

(۱) پلصراط[5] (۲) جنّت (۳) قبر کا عذاب (۴) چاند (۵) آسمان (۶) دوزخ موجود ہے (۷) ترازو اعمال کی (۸) جنت کے خزانے (۹) عمرو کا بیٹا کھڑا ہے (۱۰) کوثر جنت کی حوض ہے (۱۱) آفتاب روشن ہے۔

---

[1] اسم وہ کلمہ ہے جو بلا کسی کے ملائے سمجھ میں آسکے اور زمانہ نہ رکھے فعل وہ کلمہ ہے جو بلا کسی کے ملائے سمجھ میں آسکے اور زمانہ رکھے۔ حرف وہ کلمہ ہے جو بلا کسی کے ملائے سمجھ میں نہ آئے۔ معرّب وہ ہے جسکا آخر عامل کے آنے سے بدلے مبنیّ وہ جسکا آخر عامل سے نہ بدلے۔ فرشتہ وہ نور کا جسم جو کئی شکلوں میں آسکے اور شرعی تعریف حاشیہ ع میں ہے جنّ آگ کا وہ جسم جو کئی شکلوں میں آسکے۔ بھوّت وہ ڈراونی شکل جو اندھیرے میں دکھائی دے۔ دیو وہ نر جن جو بہت لمبا چوڑا ہو۔ یہ انکی تعریفیں ہیں ۱۲ ح [2] اسکی دلیل یوں کہو کہ پری جن ہے اور جن موجود ہے تو پری موجود ہے ۱۲۔ [3] کیونکہ دو ہوتے تو رائے کے خلاف فساد ہوتا اور فساد نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ دو نہیں ایک ہے ۱۲۔ [4] ردّ و بدل ۱۲۔ [5] دوزخ کے اوپر جنت میں جانے کے لئے پل ۱۲۔ ح۔

سبق سویم | نظر و فکر و منطق کی تعریف اور منطق کی غرض[1] و موضوع[2]

دو یا زیادہ تصور کو آپسمیں ملا کر کسی نامعلوم تصور کو حاصل کرتے ہیں جیسے[ع] مثلاً تم کو حیوان کا علم ہے اور ناطق[4] کا دونوں کو ملایا تو حیوان ناطق ہوا ان دونوں تصوروں سے تمکو انسان نامعلوم کا علم ہوگیا اور ان دو تصوروں معلوم کو جن سے نامعلوم تصور کا علم ہوا ہے تعریف اور معرف کہتے ہیں اسی طرح دو تصدیق یا زیادہ کو ملا کر کسی نامعلوم تصدیق کو معلوم کرتے ہیں جیسے[ع] تمکو یہ بات معلوم ہے کہ انسان جاندار ہے اور یہ بھی علم ہے کہ ہر جاندار جسم والا ہے ان دونوں باتوں کو تم نے ملایا تو تمکو اسکا علم ہوا کہ انسان جسم والا ہے اور ان دو تصدیق معلوم کو جن سے نامعلوم تصدیق حاصل کرتے ہیں دلیل اور حجت کہتے ہیں اسی[6] طرح دو علموں یا زیادہ کو ملا کر کسی شئی نامعلوم کے معلوم کرنے کو فکر اور نظر کہتے ہیں کبھی اس ملانے اور ترتیب میں غلطی بھی ہو جاتی ہے ایسی غلطی کی اصلاح جس علم سے ہو وہ منطق ہے پس منطق وہ علم ہے جس سے کسی شئی کی تعریف[ع] اور دلیل بنانے میں خطا ہونے سے حفاظت ہو اور غرض اس علم کی فکر اور غور[ع] کا صحیح ہونا ہوا اس کے بعد سمجھو کہ جس شئی کے حالات سے علم میں بحث ہو وہ شئی اس علم کا موضوع ہے منطق کا موضوع وہ تعریفات[9] اور دلیلیں ہیں جن سے نہ جانے[10] ہوئے تصور اور نہ جانی ہوئی تصدیق کا علم حاصل ہو۔

---

[1] جسکی وجہ سے کام کیا جائے ۱۲ [2] جسکے حالات سے بحث کی جائے ۱۲ ج [3] جاندار ۱۲ ج [4] عقل والا ۱۲ ج [5] کیونکہ انسان جاندار اور عقل والا ہی ہے ۱۲ ج ع اس سے آسان یوں سمجھو کہ ایک شخص نو مسلم نے فرشتہ کا نام سنا وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ فرشتہ کیا چیز ہے اس نے تم سے پوچھا اب تم اسکو کیسے بتلاؤ گے سو تمکو معلوم ہوا کہ وہ جسم کے معنی جانتا ہے اور زندہ کے معنی بھی جانتا ہے اور لطیف کے معنی بھی جانتا ہے اور نورانی کے معنی بھی جانتا ہے او فرمانبرداری اور نافرمانی کے معنی بھی جانتا ہے بس تم نے اب ان سب کو اسطرح ملایا کہ فرشتہ ایک ایسا جسم ہے جو زندگی رکھتا ہے اور لطیف و نورانی ہے او خدا تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کرتا پس ان تصورات معلومہ کے ذریعہ سے ایک نامعلوم تصور یعنی فرشتہ کا مفہوم اس کو معلوم ہوگیا ۱۲ اشف ۔ ع اس سے آسان یوں سمجھو کہ ایک شخص نو مسلم کو تم نے مسئلہ بتایا کہ سود لینا گناہ ہے اور وہ یہ بات نہیں جانتا اسلئے وہ تم سے پوچھتا ہے کہ کیسے معلوم ہوا کہ سود لینا گناہ ہے تم نے اس کو دو باتیں سمجھائیں ایک بات یہ کہ خدا تعالیٰ جس فعل کو برا کہے وہ گناہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ دیکھو قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے سود لینے کو برا کہا ہے بس ان دونوں تصدیق کے ملانے سے وہ تصدیق جو معلوم نہ تھی اس کو معلوم ہوگئی کہ سود لینا گناہ ہے ۔۱۲ اشف ۔ [6] جس طرح حیوان اور ناطق کو اور "انسان" جاندار ہے اور "ہر جاندار جسم والا ہے" کو ملایا ہے اس طرح کہ ایک پہلے ہوا ایک بعد میں اور مجموعہ واحد ہوجائے [7] ہذا مذہب القدماء والمحققین من بعدہم وقال المتاخرون ہو الترتیب ۱۲ ج [8] یعنی جانے ہوئے تصوروں اور تصدیقوں کو قاعدہ کے موافق ملانے میں ۱۲ ج [9] نظر یعنی جانے ہوؤں کو ملانا ۱۲ ج [10] جانے ہوئے تصورات و تصدیقات ۱۲ ج [11] یعنی وضع کرنے سے اور وضع کی تعریف آگے ہے ۱۲ ۔

سوالات

(۱) نظر اور فکر کی تعریف بتاؤ (۲) منطق کی تعریف کرو (۳) منطق کی غرض کیا ہے۔ (۴) موضوع کس کو کہتے ہیں (۵) منطق کا موضوع کیا ہے۔

سبق چہارم

دلالت[ع] و وضع اور دلالت کی قسمیں

دلالت کسی شئی کا خود بخود[ع] قدرتی طور سے یا کسی کے مقرر کرنے سے ایسا ہونا کہ اسکے جاننے سے دوسری چیز نامعلوم کا علم ہو جائے۔ پہلی شئی کو جس سے علم ہوا ہے دال اور دوسری چیز کو جس کا علم ہوا مدلول کہتے ہیں جیسے دھویں کو جب تم دیکھو تو اس سے آگ کا علم توضرور ہوگا پس دھواں دال اور آگ مدلول اور دھویں کا اس طور پر ہونا کہ اس کے علم سے آگ کا علم ہوتا ہے۔ دلالت ہے۔

وضع ایک شئے کا دوسری شئی کے ساتھ خاص کر دینا یا دوسری شئی کے لئے مقرر کر دینا کہ پہلی شئی کے علم سے دوسری شئے کا علم ہو جائے شئی اول کو موضوع[للع] اور دوسری شئی کو جسکا علم ہوا ہے[ص] موضوع لہ کہتے ہیں جیسے چاقو کہ مجموعہ دستہ اور پھل کے لئے مقرر کر دیا[س] گیا کہ جب لفظ چاقو تمہارے کان میں پڑتا ہے[مع] تو فوراً دستہ اور پھل اس کا ہی تمہارے سمجھ میں آتا ہے اور دوسری چیز نہیں آتی۔ چاقو موضوع ہے اور وہ دستہ[لع] وغیرہ موضوع لہ ہے اور اس طرح مقرر کر دینا اور خاص کرنا وضع ہے۔ دلالت کی دو قسمیں ہیں لفظیہ[لہ] و غیر لفظیہ[ب]

دلالتِ لفظیہ۔ وہ دلالت[ے] ہے جس میں دال کوئی لفظ ہو جیسے زید کی دلالت اس کی ذات پر۔

ع تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ ذہن میں ہر چیز کی صورت آجاتی ہے جسے علم کہتے ہیں پھر اگر وہ صورت جملہ خبریہ یقینی کی صورت ہو تو تصدیق ورنہ تصور تھی اب ان صورتوں کو سمجھانے کے واسطے لفظوں اشاروں اور علامتوں وغیرہ کی ضرورت ہے پھر ان چیزوں کا ایسا ہونا کہ انکے جاننے سے وہ صورتیں معلوم ہو جائیں یہ دلالت ہے ۱۲ ج عـہ جیسے آواز سننے سے بولنے والے کا علم ہوتا ہے اور مقرر کرنے سے مثلاً نام سے نام والے کا علم ۱۲ ج عـہ یعنی اصطلاح ٹھہرا لینے سے ۱۲ شف للعـہ یعنی جسکو خاص یا مقرر کیا ہے ۱۲ شف صـہ یعنی جسکے لئے خاص یا مقرر کیا ہے ۱۲ شف سـہ یعنی لغت والوں نے مقرر کر دیا ۱۲ شف معـہ یعنی جب کہ اس لغت کو تم جانتے ہو ۱۲ شف لعـہ یعنی پھل ۱۲ شف لـہ دلالت کی تعریف کو ذہن میں رکھ کر تعریف کو سمجھو یعنی کسی چیز کا ایسا ہونا کہ اس سے دوسری چیز سمجھی جائے اور پہلی چیز لفظ ہو تو دلالت لفظیہ ہے اور ایسے ہی سب دلالتوں کی تعریف کہو ۱۲ ح ـے یعنی لفظ زید کی ۱۲ شف۔

دلالت غیر لفظیہ ۔ وہ دلالت ہے کہ جسمیں دال لفظ نہ ہو جیسے دھویں کی دلالت آگ پر ۔
دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں ۔ وضعیہ[1]، طبعیہ[2]، عقلیہ[3]
دلالت لفظیہ وضعیہ ۔ وہ دلالت ہے کہ دال اسمیں لفظ ہو اور دلالت وضع[1] کیوجہ سے ہو جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر اگر لفظ زید ذات کے لئے موضوع نہ ہوتا تو دلالت نہ ہوتی ۔
دلالت لفظیہ طبعیہ ۔ وہ دلالت ہے کہ دال اسمیں لفظ ہو اور دلالت بوجہ طبیعت کے اقتضاء کے ہو جیسے آہ آہ کی دلالت کسی رنج وصدمہ پر کہ تمہاری طبیعت[2] رنج وصدمہ کے وقت اس لفظ کے بولنے کی مقتضی[3] ہے ۔
دلالت لفظیہ عقلیہ ۔ وہ دلالت ہے کہ دال اسمیں لفظ ہو اور دلالت بوجہ عقل[4] کے اقتضاء کے ہو جیسے دلالت لفظ[5] دیز کی جو دیوار کے پیچھے سے سُنا جائے بولنے[6] والے کے وجود پر ۔
اسی طرح دلالتِ غیر لفظیہ کی بھی تین قسمیں ہیں ۔ وضعیہ[1]، طبعیہ[2]، عقلیہ[3]
دلالت غیر لفظیہ وضعیہ ۔ وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ وضع کے ہو جیسے لکھے ہوئے حرفوں کی دلالت حروف[5] پر جیسے مثلاً زید یہ نقوش لفظ زید[6] پر دلالت کرتے ہیں ۔
دلالت غیر لفظیہ طبعیہ ۔ وہ دلالت ہے کہ دال لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ طبیعت کے اقتضاء کے ہو جیسے گھوڑے کا ہنہنانا دلالت کرتا ہے گھاس دانہ کی طلب پر ۔
دلالت غیر لفظیہ عقلیہ ۔ وہ دلالت ہے کہ دال لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ عقل کے ہو جیسے دھوئیں کی دلالت آگ پر یہ کل چھ قسمیں دلالت کی ہوئیں ۔ انکو خوب یاد کرلو ۔

سوالات

(۱) دلالت کی تعریف بتاؤ (۲) وضع کی تعریف کرو (۳) دلالت لفظیہ وغیر لفظیہ کی تعریف اور ان دونوں کی قسمیں بتاؤ[8] ۔ امثلہ ذیل میں غور کر کے بتاؤ کہ کونسی دلالت ہے ۔ اور یہ بتاؤ کہ دال کون ہے اور

---

[1] یعنی لفظ سے اس کا مدلول اسی وجہ سے سمجھ میں آتا ہے کہ مقرر کرنیوالوں نے اس لفظ کو اسکے واسطے مقرر کرلیا ہے جیسے یہ نام رکھ لیا ۱۲ ج [2] یعنی طبیعت یہ چاہتی ہے کہ جب اس میں یہ مدلول پایا جائے تو زبان پر یہ دال لفظ آجائیں کہ جب رنج ہو تو زبان پر آہ آہ آئے پھر آہ آہ رنج پر دلالت کریگا ۱۲ ج [3] تو جو شخص یہ لفظ تم سے سنے گا یہ کہے گا کہ تمکو کچھ رنج ہے ۱۲ شف [4] صرف عقل اسکو چاہیئے اسطرح کہ یہ کسی اور چیز کا اثر ہو جیسے آواز بولنے والے کا اثر ہے ۔ ۱۲ [5] ایک بے معنی لفظ ہے ۱۲ [6] یعنی حروف کے نقش جو کاغذ پر بنے ہوئے ہیں اور حروف وہ ہیں جو زبان سے نکلتے ہیں تو ان نقشوں سے لفظ سمجھے گئے ۱۲ [7] جسے زبان کہتے ہیں ۱۲ [8] یہ سب دال ہیں انکے مطلوب بھی تم ہی بتاؤ ۱۲ ج [ع] یعنی اسے سننے والا اپنی عقل سے معلوم کرلیتا ہے کہ کوئی بولنے والا ضرور ہے ۱۲ شف

مدلول کیا ہے

(۱) سَر کا ہلانا، ہاں یا نہیں (۲) سُرخ جھنڈی، ریل کا ٹھہرانا (۳) تار کے کھٹکے کی آواز، تار کا مضمون (۴) لفظ قلم، تختی، مدرسہ، زید، انسان (۵) دھوپ، آفتاب (۶) آہ آہ اور اوہ ۔

سبق پنجم | دلالت لفظیہ وضعیہ کی قسمیں

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں۔ مطابقہ[۱]۔ تضمن[۲]۔ التزام[۳]۔

دلالت مطابقہ۔ وہ دلالت لفظیہ ہے کہ اپنے پورے موضوع لہٗ پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت مجموعہ[۴] حیوان ناطق پر۔

دلالت تضمن۔ یہ ہے کہ لفظ اپنے موضوع لہٗ کے جز[۵] و پر دلالت[۶] کرے جیسے انسان کی دلالت حیوان پر۔

دلالت التزام۔ یہ ہے کہ لفظ اپنے موضوع لہٗ کے لازم[۷] پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت قابلیت علم پر۔

سوالات

اشیاء ذیل میں دال و مدلول لکھے جاتے ہیں ان میں دلالت کی قسمیں بتاؤ۔

(۱) نابینا، آنکھ (۲) لنگڑا، ٹانگ (۳) درخت، شاخیں (۴) نکٹا، ناک (۵) ہدایہ، کتاب الصوم (۶) ہدایۃ النحو مقصد اول (۷) چاقو، اسکا دستہ۔

لہ ع۱ و ع۲ و ع۳ میں پہلا کلمہ دال ہے اور دوسرا جو نشان کے بعد ہے مدلول ہے ۱۲ ۲ لیعنی اس سے پورا موضوع لہٗ سمجھا جاوے اور پورا ہی سمجھنا مقصود ہو ۱۲ ۳ یعنی جزو سمجھا جاوے مگر مقصود ہو پورا اور جزو اسواسطے بلا قصد سمجھا جاتا ہو کہ پورے کا سمجھنا بدون جزو کے نہیں ہو سکتا ۱۲ ۴ یعنی لازم بھی سمجھا جاتا ہو بلا قصد کے اور مقصود موضوع لہٗ ہی ہو مثال۔ ع۵ حاشیہ میں سمجھ لیجئے ۱۲ ج ۵ ان مثالوں میں پہلا کلمہ دال اور دوسرا مدلول ہے ۱۲ ع۶ چونکہ اور دلالتوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچتا اور لفظیہ وضعیہ سے فائدہ سب سے زیادہ ہوتا ہے اسلئے اس ہی کو بیان کیا گیا ۱۲ ج ع۷ اس میں قدرے شرح کی ضرورت ہے وہ یہ کہ انسان کے پورے معنی یہ ٹھہرائے گئے ہیں کہ ایک جاندار عقل رکھنے والا حیوان ناطق کا یہی مطلب ہے اور یہ بھی ظاہر بات ہے کہ اس پورے معنی کے دو جزو ہیں یعنی حیوان اور ناطق یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کسی مجموعہ کا علم ہوتا ہے اسکے اجزاء کا بھی علم ہوتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کسی شخص کو انسان ناطق یعنی عاقل ہونے کا علم ہوگا وہ ضرور یہ بھی سمجھے گا کہ جن علوم کے حاصل کرنے کے لئے عقل کافی ہے انسان ان علوم کے حاصل کرنیکی ضرور قابلیت رکھتا ہے پس قابلیت علوم خاصہ کا مفہوم انسان کے لوازم میں سے ہوا اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ جب کسی شئی کا علم ہوتا ہے تو اسکے لازم کا بھی ضرور ہوتا ہے اب سمجھو کہ لفظ انسان موضوع ہوا اور حیوان ناطق کا مجموعہ اسکا موضوع لہٗ اور حیوان اور ناطق اس کے موضوع لہٗ کے جزو ہوئے اور قابلیت علوم اس موضوع لہٗ کا لازم ہو پس جسوقت لفظ انسان بولکر حیوان ناطق مراد لیا تو اسکی دلالت مجموعہ حیوان ناطق پر بھی ہوئی اور صرف حیوان اور صرف ناطق اور قابل علوم خاصہ پر بھی ہوئی مگر اتنا فرق ہے کہ مجموعہ حیوان ناطق پر قصداً ہوئی اور صرف حیوان اور صرف ناطق اور قابلِ علوم خاصہ پر بلا قصد ہوئی سو اس مجموعہ پر قصداً دلالت مطابقہ ہے اور ایک ایک جزو پر بلا قصد دلالت تضمن ہے اور لازم بلا قصد التزام ہے استاد سے خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ ۱۲ اشرف

سبق ششم
مفرد و مرکب

مفرد ۔ وہ لفظ ہے کہ اسکے جزو سے اسکے معنی کے جزو پر دلالت کا مقصد نہ ہو جیسے لفظ زید کہ اسکے جزو سے مثلاً زؔ سے اسکے معنی کے جزو پر دلالت کا ارادہ نہیں بلکہ دلالت ہی نہیں[ع] ۔ مفرد کی چار قسمیں ہیں اوّل اس لفظ کا جزو نہ ہو جیسے لفظ کہ اردو میں[ع] ۔ دوم ۔ لفظ کا جزو ہو مگر وہ معنی دار نہ ہو جیسے انسان کہ الفؔ و نونؔ و سینؔ وغیرہ کے کچھ معنی نہیں ۔ سوم ۔ لفظ کا جزو ہو اور معنی دار بھی ہو لیکن جو معنی تمکو مقصود ہیں ان پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے لفظ عبد اللہ کسی کا نام ہو تو عبد اللہ[ا] معنی دار جزو ہیں لیکن جس شخص کا نام ہے اُس کے جزو پر دلالت نہیں کرتے ۔ چہارم ۔ لفظ جزو معنی دار ہوں اور جو معنی تمکو مقصود ہیں اسکے جزوں پر بھی دلالت کریں لیکن اس دلالت کا تم نے ارادہ نہیں کیا جیسے حیوان ناطق کسی شخص[۲] کا نام رکھدیں تو معنی مقصود کے جزوں پر اسکے جزو پر دلالت کرتے ہیں مگر نام رکھنے کی حالت میں تمکو یہ دلالت مراد نہیں ۔

مرکب ۔ وہ لفظ ہے کہ اسکے جزو سے معنی کے جزو پر دلالت کا ارادہ کیا جاوے جیسے زید کھڑا ہے یہ ایسا لفظ[ع] ہے کہ اسکے جزو سے معنی کے جزو پر دلالت کا ارادہ کیا گیا ۔

سوالات[۳] ۔ ان مثالوں میں بتاؤ کون لفظ مفرد ہے کون مرکب ۔

احمد مظفر نگر، اسلام آباد، عبد الرحمٰن، ظہر کی نماز، رمضان کا روزہ، ماہِ رمضان، جامع مسجد دہلی، دہلی کی جامع مسجد، خدا کا گھر ہے ۔

سبق ہفتم ۔ کلی و جزئی کی بحث

مفہوم (یعنی جو شئی ذہن میں آتی ہے) کی دو قسمیں ہیں ۔ کلی، جزئی

جزئی ۔ وہ مفہوم ہے کہ اسمیں شرکت نہ ہو سکے[۴] یعنی ایک شئی معین پر صادق آوے[۵] جیسے زید کہ ایک شخص کا نام ہے

کلی ۔ وہ مفہوم ہے کہ اسمیں شرکت ہو سکے یعنی کئی چیزوں پر صادق آوے[۶] جیسے آدمی کہ زید عمرو بکر ان سب کو آدمی کہنا صحیح ہے ۔ کلی جن چیزوں میں بولی جاتی ہے وہ اسکے جزئیات و افراد کہلاتے ہیں جیسے آدمی کے افراد و جزئیات زید، عمرو بکر وغیرہ ہیں اور حیوان کے جزئیات انسان، بکری، بیل وغیرہ ہیں ۔

ع کیونکہ جب لفظ زید بولکر اسکی ذات مراد لیتے ہیں تو یہ نہیں ہے کہ حرف زؔ سے کی دلالت زید کے ایک جزو پر ہو اور حرف یؔ کی دلالت ایک جزو پر ہو اور دالؔ کی دلالت ایک جزو پر ہو ۱۲ شف ۔

[ا] عبد اور اللہ خدا یعنی وہ ذات جو تمام کمال کی صفتوں کی جامع ہے ۱۲ [۲] کیونکہ جس آدمی کا نام ہے وہ حیوان ناطق ہی ہے مگر خاص خاص حالتوں کے ساتھ موضوع لہ بھی حیوان ناطق مع خاص حالتوں کے ہوا اور موضوع بھی حیوان ناطق ہے حیوان کی حیوان پر اور ناطق کی ناطق پر دلالت ہوتی مگر نام میں یہ مراد نہیں ہوا کرتی ہے ۱۲ ج [۳] انکے موضوع لہ بھی بتاؤ ۔

۱۲ [۴] یعنی کئی چیزوں پر بولے جانیکا احتمال ہی نہ ہو جیسے زید اور یہ گھوڑا وغیرہ ۔ ۱۲ [۵] یعنی صادق آنیکا احتمال ہو چاہے صادق آئے چاہے نہ بھی آئے جیسے سونیکا پہاڑ کہ ایک کلی ہے کہ بہت سوں پر صادق آسکتا ہے مگر چونکہ اسکا وجود نہیں اسلئے صادق کسی پر نہیں آتا ۔ ۱۲ ج ۔ ع اسمیں جو ہاء ہے وہ صرف کسرہ ظاہر کرنیکے واسطے ہے اصل لفظ لغ ہی ہے [۶] کیونکہ اس عبارت کے کئی جزو ہیں اور اس عبارت کے معنی کے بھی کئی جزو ہیں اور عبارت کے ایک ایک جزو سے معنی کے ایک ایک جزو پر دلالت کرنا مقصود بھی ہے ۔ ۱۲ شف ۔

سوالات ۔ مندرجۂ[1] ذیل اشیاء میں غور کر کے بتاؤ کہ کون کلی ہے اور کون جزئی ۔
گھوڑا، بکری ۔ میری بکری ۔ زید کا غلام ۔ سورج ۔ یہ سورج ۔ آسمان ۔ یہ آسمان ۔ سفید چادر ۔ یہ کرتہ ستارہ ۔ دیوار ۔ یہ مسجد ۔ یہ پانی ۔ میرا قلم ۔

سبق ہشتم
حقیقت وماہیت شئی کی بحث اور کلی کی قسمیں

حقیقت یا ماہیت[2] کسی شئی کی دو چیزیں ہیں جن[3] سے وہ شئی ملکر بنے اگر ان میں سے ایک چیز نہ ہو تو وہ شئی موجود نہ ہو جیسے مثلاً انسان ہے اس کی حقیقت حیوان ناطق ہے اور جو چیزیں کہ حقیقت کے سوا ہیں وہ عوارض کہلاتے ہیں جیسے انسان کے اندر کالا گورا ۔ عالم یا جاہل ہونا عوارض ہیں ان پر انسان کا وجود[4] موقوف نہیں ۔
کلی کی دو قسمیں ہیں ۔ ذاتی ، عرضی ۔

کلی ذاتی ۔ وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی پوری حقیقت ہو یا پوری حقیقت نہ ہو لیکن اسکا ایک جزو ہو ۔ اول کی مثال جیسے انسان کہ اپنی جزئیات یعنی زید عمرو بکر کی عین حقیقت[5] ہے اور دوسرے کی[6] مثال حیوان ہے کہ اپنی جزئیات یعنی انسان ، بکری ، بیل کی حقیقت کا جزو ہے ۔

کلی عرضی ۔ وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی نہ پوری حقیقت ہو اور نہ حقیقت کا جزو ہو بلکہ حقیقت سے خارج ہو جیسے ضاحک انسان کے لئے نہ حقیقت[7] ہے اور نہ حقیقت کا جزو ہے ۔

سوالات ۔ اشیاء[8] ذیل میں سمجھو کہ کون کلی کس کے لئے ذاتی وعرضی ہے ۔
جسم نامی ، درخت ، انار ، سرخ انار ، حیوان ، فرس[8] ، قوی گھوڑا ، کشادہ مسجد ، جسم ، پتھر ، سخت پتھر ، لوہا ، چاقو تیز چاقو ، تلوار ، تیز تلوار ۔

---

[1] ایک ضروری بات یہ سمجھو کہ کلی کبھی اسم اشارہ لانے سے کبھی جزئی کی طرف مضاف کرنے سے کبھی منادی بنانے سے وغیرہ وغیرہ صورت میں ایک کے لئے خاص ہو جاتی ہے تو اسوقت جزئی بن جاتی ہے ۱۲ ج [2] یعنی جن کے آپس میں ملنے سے وہ چیز بن جائے کہ سب ملجائیں تو چیز بن جائے اور ایک بھی نہ ہو تو نہ بنے جیسے صرف حیوان سے جب کہ اسکے ساتھ ناطق نہ ہو اور ایسے ہی صرف ناطق سے جب کہ اسکے ساتھ حیوان نہ ہو انسان کی حقیقت نہیں بن سکتی یعنی انسان نہیں بن سکتا اور دونوں ملجاتیں تو انسان بن جائے ۱۲ ج [3] یعنی ان سے انسان نہیں بنا اگرچہ بغیر ان میں سے کسی ایک بات کے پایا بھی نہ جائے ۱۲ [4] کیونکہ زید عمرو کی حقیقت حیوانِ ناطق ہے اور یہی بعینہ انسان کے معنی ہیں ۱۲ [5] کیونکہ مثلاً بیل کی حقیقت حیوان ذو خوار اور بکری کی حیوان ذو رُغا ہے اور حیوان انکا جزو ہے ۱۲ [6] کیونکہ پوری حقیقت تو حیوان ناطق ہے اور ضاحک کے معنی اسکے پورے معنی ہیں نہ اسکے جزو کے بلکہ ہنسنے والے ہیں ۱۲ [7] بڑھنے والا جسم ۱۲ [8] گھوڑا فرس کی حیوان صاہل (ہنہنانیوالا) ہے انسان کی حیوان ناطق اور حیوان کی جسم نامی متحرک بالارادہ ہے اور جسم کی جوہر قابل الابعاد ثلاثہ (لمبائی چوڑائی اور گہرائی قبول کرنے والا) ۱۲ [9] بناء علیٰ ح ترادف فہا فی بعض الحالات وفی الاکثر یفرق بینہما بالاعتبار الوجود فی الحقیقۃ والمراد بالشئ الذی اضیف الیہ الماہیۃ والحقیقۃ ہو المرکب باعتبار المقام والا فالماہیۃ عامۃ للبسیط والمرکب ۱۲ اسف ۔

سبق نہم

ذاتی اور عرضی کی قسمیں:۔ ذاتی کی تین قسمیں ہیں۔ جنس، نوع، فصل۔

جنس ۔ وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے کہ ان جزئیات کی حقیقتیں الگ الگ ہوں جیسے حیوان کہ اسکی جزئیات انسانؑ بقر و غنم کی حقیقت جُدا جُدا ہے۔

نوع ۔ وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے کہ ان جزئیات کی حقیقت ایک ہو جیسے انسان کہ زید عمرو بکر وغیرہ کی نوع ہے اور انکی حقیقت ایک ہے۔

فصل ۔ وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جاوے کہ انکی حقیقت ایک ہو اور دوسری حقیقتوں سے اس حقیقت کو جُدا کرے جیسے ناطق انسان کا فصل ہے کہ زید عمرو بکر پر بولا جاتا ہے اور انکی حقیقت یعنی انسان کو دیگر حقائق مثلاً بقر و غنم وغیرہ سے جُدا کرتا ہے۔

کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں۔ خاصہ اور عرض عام۔

خاصہ ۔ وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کیساتھ خاص ہو جیسے ضاحک انسان کا خاصہؑ ہے اور زید عمرو بکر (کہ جن کی حقیقت ایک ہے) کے ساتھ خاص ہے۔

عرضِ عام ۔ وہ کلی عرضی ہے جو چند مختلف افراد کی حقیقتوں پر صادق آوے جیسے ماشیؑ (پاؤں سے چلنے والا) انسان و بقر وغیرہ کا عرض عامؑ ہے اور انسان کی حقیقت اور ہے اور بقر کی دوسری ہے پس کلی کی خواہ وہ ذاتی ہو یا عرضی پانچ قسمیں ہیں۔ جنس، نوع، فصل۔ خاصہ عرض عام۔

سوالات:۔ امثلہ ذیل میں دو دو شئی لکھی ہیں ان میں غور کر کے یہ بتاؤ کہ اول شئی دوسری شئی کے لیے جنس ہے یا نوع یا فصل یا خاصہ یا عرضِ عام۔

(۱) حیوان۔ فرس (۲) جسم نامی، شجر انار (۳) حیوان حساس (۴) فرس صاہل (۵) انسان کاتب (۶) انسان قائم (۷) جسم مطلق فرس (۸) غنم ماشی (۹) حمار۔ ناہق (۱۰) انسان ہندی۔

سبق دہم

اصطلاح ماہو کا بیان:۔ جاننا چاہیئے کہ منطقیوں نے یہ اصطلاح مقرر کی ہے اور نیزؑ محاورہ بھی ہے کہ لفظ ماہو (کیا ہے وہ) سے کسی شئی کی حقیقت کا سوال کرتے ہیں جیسے الانسان ماہو۔

لہ انسان کی حقیقت حیوان ناطق اور بقر یعنی گائے بیل کی حیوان ذو خوار اور غنم یعنی بکری حیوان ذو رغا ہے ۱۲ ج لہ یعنی ان جزئیات و افراد کی حقیقت کو جنس ہیں کی شریک حقیقتوں سے جُدا کرے ۱۲ ج سہ کیونکہ زید عمرو بکر کی حقیقت انسان ہے جس کے معنی حیوان ناطق ہے اگر ان میں ناطق نہ ہو تو صرف حیوان رہ جاتا ہے اور حیوان ہونے میں بقر غنم وغیرہ سب شریک تھے ناطق نے ان سے انسان کو الگ کر دیا ۱۲ ج سہ اور انکی حقیقت یعنی حیوان ناطق سے خارج بھی ہے اس لیے عرضی اور خاصہ ہوئی ۱۲ اور ان حقیقتوں سے بھی خارج ہے کہ انکی حقیقتیں جنس کی تعریف کے حاشیہ میں دیکھیے۔

عہ یعنی بمقابلہ فرس و غنم وغیرہ بس اس میں جنکے وجود ضحک کا انکار نہیں۔

عہ یعنی اکثر ۱۲ اشعث۔

(انسان کیا ہے) تو مطلب اسکا یہ ہے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے اگر ما ہو سے سوال ایک شئی کو لیکر کیا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اسکی وہ حقیقت جو اسکے ساتھ مخصوص ہے بتاؤ اور جواب حقیقت مخصوصہ آویگی جیسے کہیں کہ الانسان ما ہو تو جواب اسکا حیوان ناطق ہوگا اسلئے کہ یہی اسکی حقیقت مختصہ ہے اور اگر دو شئی یا زیادہ کو لیکر سوال کریں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ حقیقت بتاؤ جو ان سب میں تمام مشترک ہے[1] یعنی وہ مشترک جزو بتاؤ کہ جسقدر اجزا، ان چیزوں میں مشترک ہیں وہ سب اس میں آجائیں کوئی مشترک اس سے باہر نہ ہو جیسے یوں پوچھیں الانسان والبقر والغنم ما ہم (انسان اور بیل اور بکری کیا ہیں) تو جواب میں حیوان آویگا جسم نہ آویگا اسلئے حیوان ہی انکی پوری حقیقت مشترکہ ہے اور جسم تمام مشترک نہیں[2] ہے اسلئے کہ حیوان میں[3] سب مشترک اجزا آگئے اور جسم میں نہیں آئے اور اگر ان کے ساتھ کسی درخت مثلاً[4] درخت انار کو شامل کرلیں تو جواب جسم نامی (جسم بڑھنے والا ہوگا) اسلئے کہ اسوقت یہی تمام مشترک ہے اور اگر پتھر بھی انکے ساتھ ملایا جائے اور سوال کیا جاوے کہ الانسان والبقر والشجر والرمان والحجر ماہی (انسان اور بیل اور درخت انار اور پتھر کیا ہیں) تو جواب جسم ہوگا اسلئے کہ یہی انکی تمام حقیقت مشترکہ ہے۔

سوالات: اشیاء ذیل جو یکجا یا علیحدہ علیحدہ لکھی گئی ہیں انکے جواب[5] بتاؤ۔

(۱) فرس وانسان۔ فرس۔ غنم (۳) درخت انگور وحجر (۴) آسمان وزمین۔ زید (۵) شمس وقمر و درخت انبہ (۶) مکھی چڑیا۔ گدھا (۷) انسان (۸) فرس (۹) حمار[4] (۱۰) بکری، اینٹ، پتھر، سارہ (۱۱) پانی، ہوا، حیوان۔

سبق یازدہم

جنس اور فصل کی قسمیں: جنس کی دو قسمیں ہیں جنس قریب۔ جنس بعید

جنس قریب: کسی ماہیت کی وہ جنس ہے کہ اسکی جزئیات میں سے دو جزئی یا زیادہ سے سوال کیا جائے تو جواب میں وہی جنس واقع ہو جیسے حیوان انسان کی جنس قریب ہے کہ حیوان کے افراد میں سے جن دو یا زیادہ سے سوال کریں تو جواب میں حیوان[6] ہی ہوگا۔

---

[1] اسی جزو کو تمام مشترک ہیں ۱۲ ج [2] کیونکہ جو جزو ان میں مشترک ہیں وہ جسم نامی حساس متحرک بالارادہ ہیں اور حیوان ان سب کے مجموعہ کا نام ہے ۱۲ ج [3] یعنی جب ان کو لیکر ماہو سے سوال کریں تو کیا جواب ہوگا ۱۲ ج [4] گدھا ۱۲ [5] مثلاً الانسان والفرس ماہی کا جواب حیوان ہے اور الانسان والفرس والغنم والبقر والذباب والحمار باہم تب بھی جواب حیوان ہے ۱۲ ج [6] کیونکہ بعضے اجزاء اشتراک انسان و بقر و غنم میں یہ بھی ہیں نامی حساس متحرک بالارادہ اور یہ جسم میں نہیں آئے ۱۲ اشف۔

جنس بعید:۔ کسی ماہیت کی وہ جنس ہے کہ اس کے افراد میں سے جن دو یا زیادہ سے سوال کیا جائے تو جواب میں اسی جنس کا آنا ضروری نہیں کبھی وہ جواب میں آوے کبھی دوسری جنس جیسے جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے کہ اگر انسان اور فرس اور درخت[۳] سے سوال کریں تو جواب میں جسم نامی[۱] آویگا اور اگر صرف انسان اور فرس[۲] سے سوال کریں تو جواب میں حیوان آویگا۔ جسم نامی نہ ہوگا۔

فصل کی بھی دو قسمیں ہیں۔ فصل قریب، فصل بعید۔

فصل قریب:۔ کسی ماہیت کا وہ فصل ہے کہ جنس قریب میں جو جزئیات اس ماہیت کے شریک ہیں وہ فصل ان جزئیات سے اس ماہیت کو جدا کر دے جیسے انسان بقر و غنم۔ حمار۔ فرس دیکھو حیوان ہونے میں سب[۴] شریک ہیں اور حیوان انسان کی جنس قریب ہے اور ناطق انسان کو بقر و غنم وغیرہ سے جدا کرتا ہے تو ناطق انسان کے لئے فصل قریب ہے۔

فصل بعید:۔ کسی ماہیت کا وہ فصل ہے کہ جنس بعید میں جو جزئیات اس ماہیت کے شریک ہیں وہ فصل ان جزئیات سے ان ماہیت کو علیحدہ کر دے اور جنس قریب میں جو شریک ہیں ان سے جدا نہ کرے جیسے حساس انسان کا فصل بعید ہے کہ جسم نامی میں جو انسان[۶] کے شریک ہیں ان سے حساس تمیز دیتا ہے اور حیوان جو شریک اُن سے جدا نہیں کرتا۔

سوالات:۔ امثلہ ذیل میں بتاؤ کہ کون کس کیلئے جنس قریب اور جنس بعید اور فصل قریب اور فصل بعید ہے
ناطق۔ جسم۔ جسم نامی۔ ناہق۔ صاہل۔ حساس۔ نامی۔

سبق دوازدہم

دو کلیوں میں نسبت کا بیان:۔ جاننا چاہیئے کہ جسقدر کلیات ہیں ہر کلی کو دوسری کلی کے ساتھ چار نسبتوں میں سے ایک نسبت ضروری ہوگی۔ وہ چار نسبتیں یہ ہیں۔ تساوی۔ تباین۔ عموم خصوص۔ مطلق عموم و خصوص من وجہ۔

---

۱ کیونکہ ان تینوں میں جو مشترک جزو ہیں وہ جسم اور نمو ہیں لہٰذا جسم نامی جواب ہے اور بس اور انسان اور فرس سے سوال کرنے میں ان میں کے تمام مشترکہ جزو جسم اور نمو اور حساس اور متحرک بالارادہ ہوتا ہے ان سب کے مجموعہ کو حیوان کہتے ہیں تو حیوان جواب ہوگا جسم نامی نہ ہوگا کیونکہ جسم نامی جواب ہو تو تمام مشترکہ جزو نہیں آئے فقط جسم اور نمو آیا ہے حساس اور متحرک بالارادہ ہونا رہ گیا حالانکہ ماہو تمام مشترکہ اجزاء پوچھنے کیلئے ہے ۲ انسان کے ساتھ ۱۲ ۳ جیسے درخت گھاس وغیرہ ۱۲ ۴ مثلاً بقر غنم وغیرہ سے نہیں کیونکہ وہ بھی حس رکھنے والے ہیں ۱۲ ۵ عقل والا جسم قابل ابعاد ثلاثہ یعنی لمبائی چوڑائی موٹائی والا جسم نامی بڑھنے والا جسم۔ ناہق ہینچوں ہینچو کرنیوالا گدھا۔ صاہل ہنہنانیوالا حساس رکھنے والا۔ نامی بڑھنے والا ۱۲ ج ۶ کہ جسم نامی کے افراد ہیں ۱۲ شف ۷ کہ یہ بھی جسم ہی کے افراد ہیں ۱۲ شف۔

تساوی۔ یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق ہو جیسے انسان و ناطق کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ہر ہر فرد پر صادق ہے ایسی دو کلیوں کو متساوین کہتے ہیں۔

تباین۔ یہ ہے کہ ہر کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ ہو جیسے انسان و فرس کہ انسان فرس کے کسی فرد پر صادق نہیں اور نہ فرس انسان کے کسی فرد پر صادق ہے ایسی دو کلیوں کو متبائنین کہتے ہیں۔

عموم و خصوص مطلق۔ وہ نسبت ہے کہ ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق ہو اور دوسری پہلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہ ہو پہلی جو کہ دوسری کے ہر ہر فرد پر صادق ہے۔ اس کو عام مطلق اور دوسری کو خاص مطلق کہتے ہیں جیسے[ع] حیوان اور انسان کہ حیوان تو انسان کے ہر ہر فرد پر صادق ہے اور انسان حیوان کے ہر ہر فرد پر صادق[ع] نہیں ہے حیوان عام مطلق اور انسان خاص مطلق ہے۔

عموم و خصوص من وجہ۔ وہ نسبت ہے کہ ہر ایک کلی دوسری کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر نہ ہو جیسے حیوان اور ابیض کہ حیوان ابیض[۱] کے بعض پر صادق ہے اور بعض پر نہیں اسی طرح ابیض حیوان کے بعض افراد پر صادق ہے اور بعض پر نہیں ہے ان میں سے ہر ایک کو عام من وجہ اور خاص من وجہ کہتے ہیں[۲]۔

سوالات:۔ امثلہ ذیل کی کلیات میں نسبتیں بتاؤ۔

(۱) حیوان۔ فرس (۲) انسان۔ حجر (۳) جسم۔ حمار (۴) حیوان۔ اسود[۳] (۵) جسم نامی شجر۔ نخل[۴] (۶) حجر۔ جسم۔ (۷) انسان۔ غنم (۸) رومی انسان (۹) غنم حمار (۱۰) فرس صاہل (۱۱) حساس۔ حیوان۔

سبق سیزدہم

معرف اور قول شارح کا بیان:۔ دو یا زیادہ تصور جانے ہوئے کو ترتیب دیکر کسی نہ جانے ہوئے تصور کو جب معلوم کریں۔ تو ان دو تصور[۵] یا زیادہ کو معرف[۶] اور قول شارح کہتے ہیں جیسے تمکو حیوان[ع] اور ناطق کا علم ہے ان دونوں کو ملایا تو حیوان ناطق ہوا اس سے تمکو انسان نامعلوم کی حقیقت کا علم ہوگیا پس حیوان ناطق[ع] کو انسان کا معرف کہیں گے۔ معرف یا قول شارح کی چار قسمیں ہیں۔ حد تام[۱]۔ حد ناقص[۲]۔ رسم تام[۳]۔ رسم ناقص[۴]۔

---

[۱] سفید ۱۲ [۲] حیوان عام من وجہ بھی ہے اور خاص من وجہ بھی ایسے ہی ابیض خاص من وجہ بھی ہے اور عام من وجہ بھی ۱۲ [۳] سیاہ ۱۲ [۴] کھجور کا درخت ۱۲ [۵] یعنی ان کے مجموعہ کو ۱۲ [۶] جیسے یہ بتانا ہو کہ تیسیر المنطق کیا ہے تو ان جانے ہوئے تصوروں کو منطق کی سہل کتاب اردو میں مولانا عبد اللہ صاحب مرحوم کی تصنیف ہے جمع کرنے سے تیسیر المنطق جانی گئی ۱۲ ج ع بلکہ بعض پر ہو ۱۲ شف ع البتہ بعض پر ہے اور وہ بعض افراد زید و عمر وغیرہ ہیں کیونکہ یہ حیوان کے بھی تو افراد ہیں اور ان افراد پر انسان صادق ہے۔ ۱۲ شف۔

ع اس جگہ پہونچکر سبق سوم کا پہلا حاشیہ مکرر دیکھ لو۔ ۱۲ شف۔

حد تام ۔ کسی شئی کی وہ معرف ہے کہ اس شئی کی جنس قریب اور فصلِ قریب سے مرکب ہو جیسے حیوانِ ناطق انسان کی حد تام ہے ۔

حد ناقص ۔ کسی شئی کی وہ معرف ہے کہ اس کی جنسِ بعید اور فصلِ قریب سے یا صرف فصلِ قریب سے مرکب ہو جیسے جسم ناطق یا صرف ناطق انسان کی حد ناقص ہے ۔

رسم تام ۔ کسی شئی کی وہ معرف ہے کہ اس شئی کی جنس قریب اور خاصہ سے ملکر بنے جیسے حیوان ضاحک انسان کی رسم تام ہے ۔

رسم ناقص ۔ کسی شئی کی وہ معرف ہے جو اسکی جنسِ بعید اور خاصہ سے یا صرف خاصہ سے ملکر بنے جیسے جسم ضاحک یا ضاحک انسان کی رسم ناقص ہے ۔

سوالات :۔ ذیل کے معرفات میں اقسام معرف کی بتاؤ ۔

(۱) جوہر ناطق (۲) جسم نامی ناطق (۳) جسم حساس (۴) جسم متحرک بالارادہ (۵) حیوان صاہل (۶) حیوان ناہق (۷) جسم ناہق (۸) حساس (۹) ناطق (۱۰) الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفرد (۱۱) الفعل کلمۃ دلت علی معنی فی نفسہا مقترن باحد الازمنۃ الثلاثۃ ۔

تنبیہ :۔ جو اصطلاحات منطق کی اب تک تم نے تیرہ سبقوں میں پڑھی ہیں وہ یکجا بطور فہرست لکھی جاتی ہیں انکو خوب یاد کرلو اور آپس میں ایک دوسرے سے سوالات کرو ۔

علم ۔ تصور ۔ تصدیق ۔ تصور بدیہی ۔ تصور نظری ۔ تصدیق بدیہی ۔ تصدیق نظری ۔ نظر و فکر ۔ منطق ۔ موضوع منطق ۔ غرض منطق ۔ دلالت ۔ دال ۔ مدلول ۔ وضع ۔ موضوع لہ ۔ دلالت لفظیہ ۔ دلالت غیر لفظیہ ۔ دلالت لفظیہ وضعیہ ۔ دلالت لفظیہ طبعیہ ۔ دلالت لفظیہ عقلیہ ۔ دلالت غیر لفظیہ وضعیہ ۔ دلالت غیر لفظیہ طبعیہ ۔ دلالت غیر لفظیہ عقلیہ ۔ دلالت مطابقۃ ۔ دلالت تضمنیہ ۔ دلالت التزامیہ ۔ لازم ۔ مفرد ۔ مرکب ۔ مفہوم ۔ کلی ۔ جزئی ۔ حقیقت و ماہیت ۔ کلی ذاتی ۔ کلی عرضی ۔ جنس ۔ نوع ۔ فصل ۔ خاصہ ۔ عرض عام ۔ جنس قریب ۔ جنس بعید ۔ فصل قریب ۔ فصل بعید ۔ تساوی ۔ تباین ۔ عموم و خصوص مطلق ۔ عموم و خصوص من وجہ ۔ معرف و قول شارح ۔ حد تام ۔ حد ناقص ۔ رسم تام ۔ رسم ناقص ۔

ع۱ یعنی انکے مجموعہ کو ۱۲ ع۲ چاہے واقع میں کیسا ہی ہو سچا ہو یا جھوٹا اسلئے "زمین اوپر ہے" بھی قضیہ ہوگا ع۳ ہونا بتایا گیا ہو ۱۲ ع۴ یعنی نہ ہونا بتایا گیا ہو ع۵ عبارت میں تسامح ہے کیونکہ جو تعریف صرف فصل قریب سے ہوگی وہ تعریف مرکب کہاں ہوگی مطلب یہ ہے کہ جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہو یا صرف فصل قریب سے مرکب ہو یا صرف فصل قریب سے تعریف کی جاوے ۱۲ ع۶ اس سبق کا دوسرا حاشیہ دیکھ لیا جائے ۱۲ شف ع۷ ع۱۰ ۔ ع۱۱ میں الکلمۃ اور الفعل لفظ معرف سے خارج ہیں بعد میں کے لفظ معرف ہیں ۔ ۱۲ شف ۔

تصدیقات کی بحث[ع]

سبق اوّل

حجّت کی بحث:- دو یا زیادہ تصدیق جانی ہوئی کو ترتیب دیکر جب کوئی نہ جانی ہوئی بات معلوم کریں تو ان[ح] جانی ہوئی تصدیق کو حجت اور دلیل کہتے ہیں جیسے خلاً تمکو اس کا علم ہے کہ انسان ایک جاندار شئی ہے اور یہ بھی جانتے ہو کہ ہر جاندار شئی جسم والی ہے تو ان دونوں باتوں کے جاننے سے یہ تم جان گئے کہ انسان جسم والا ہے۔

سبق دوم

قضیوں کی بحث:- قضیہ ۔ وہ مرکب لفظ ہے جسکے کہنے والے کو سچّا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے زید کھڑا ہے۔ قضیہ کی دو قسمیں ہیں۔ جملیہ[ت] اور شرطیہ۔

حملیہ:- وہ قضیہ ہے جو دو مفرد سے ملکر بنے اور اس میں ایک شئی کا دوسری شئی کے لئے ثبوت[ث] ہو جیسے زید کھڑا ہے کہ اس میں زید کیلئے کھڑا ہونا ثابت کیا گیا ہے یا ایک شئی سے دوسری شئی کی نفی[ا] جیسے زید عالم نہیں کہ اس میں زید سے عالم ہونے کو نفی کیا گیا ہے۔ اول کو موجبہ اور دوسرے کو سالبہ کہتے ہیں۔ قضیہ حملیہ کے جزو اوّل کو موضوع اور دوسرے جزو کو محمول کہتے ہیں جو ان دونوں کے درمیان نسبت[ت] ہے اس پر جو لفظ دلالت کرے اسکو رابطہ کہتے ہیں جیسے زید کھڑا ہے اس قضیہ میں زید موضوع ہے اور کھڑا محمول ہے اور لفظ ہے رابطہ[للعہ] قضیہ حملیہ کی چار[ا] قسمیں ہیں۔ مخصوصہ۔ طبعیہ[ا]۔ محصورہ[سے]۔ مہملہ۔

قضیہ مخصوصہ یا شخصیہ:- وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع شخص معیّن[س] ہو جیسے زید کھڑا ہے اسکا موضوع زید ہے اور وہ شخص معین ہے۔

قضیہ طبعیہ:- وہ قضیہ ہے جسکا موضوع کلی ہو اور حکم اس کلی کے مفہوم[ص] پر ہو افراد پر نہ ہو جیسے انسان نوع ہے اس میں نوع ہونیکا حکم انسان کے مفہوم کے لئے ہے انسان کے افراد کے لئے نہیں[ع]۔

قضیہ محصورہ[ف]:- وہ قضیہ ہے کہ موضوع اس کا کلی ہو اور حکم اس کلی کے افراد پر ہو اور یہ بھی اس میں

لہ یعنی زید کے عالم نہ ہونیکو بتایا گیا ہے جیسے کہ پہلی مثال میں کھڑے ہونیکو بتایا گیا ہے ۱۲ سے موضوع کی حالتوں کے اعتبار سے۔ ۱۲ سے یعنی جزئی حقیقی ۱۲ سے کیونکہ افراد نوع نہیں ہے بلکہ مفہوم ہی نوع ہے اور یہ تو موجبہ ہے اور سالبہ کی مثال انسان جنس نہیں ہے ۱۲ ہے اسکو مسورہ بھی کہتے ہیں اور جس حرف سے افراد کے کل یا بعض ہونیکی مقدار بیان کی جائے اسکو سور کہتے ہیں ۱۲ ع تصدیق کی جمع ہے غیر ذی عقل ہونیکی وجہ سے الف تا سے آئی ہے علم کی دوسری قسم ہے یعنی وہ صورت جو جملہ خبریہ یقینی کی ہو ۱۲ ح عہ اس جگہ بہونچکر دوسرا حاشیہ مکرر دیکھ لو ۱۲ ثف سہ یا نہیں کھڑا ہے ۱۲ ثف للعہ زبان عربی میں رابطہ اکثر مقدر ہوتا ہے ۱۲ سف ہے مراد مفہوم سے نفس حقیقت ہے۔ ۱۲ -

بیان کیا جاوے کہ حکم اس کلی کے ہر ہر فرد پر ہے یا بعض افراد پر جیسے ہر انسان جاندار ہے دیکھو اس میں موضوع کلی یعنی انسان ہے اور حکم جاندار ہونیکا اسکے ہر ہر فرد پر[1] ہے ۔

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں اور انکو محصورات اربعہ کہتے ہیں ۔ موجبہ[1] کلیہ ۔ موجبہ[2] جزئیہ ۔ سالبہ[3] کلیہ سالبہ[4] جزئیہ ۔

موجبہ کلیہ :۔ وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان کیا جاوے کہ موضوع کے ہر ہر فرد کے لئے محمول ثابت ہے جیسے ہر انسان جاندار ہے ۔

موجبہ جزئیہ :۔ وہ قضیہ محصورہ ہے کہ جس میں یہ بیان ہو کہ موضوع کے بعض افراد کے لئے محمول ثابت ہے جیسے بعض جاندار انسان ہیں

سالبہ کلیہ :۔ وہ قضیہ محصورہ ہے کہ جس میں یہ ظاہر کیا جاوے کہ محمول موضوع کے ہر ہر فرد سے نفی کیا گیا ہے جیسے کوئی انسان پتھر نہیں ۔

سالبہ جزئیہ :۔ وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان ہو کہ محمول موضوع کے بعض افراد سے سلب کیا گیا ہے جیسے بعض جاندار انسان نہیں ۔

قضیہ مہملہ :۔ وہ قضیہ ہے کہ محمول موضوع کے افراد کے لئے ثابت[2] ہے اور یہ نہ بیان کیا جاوے کہ ہر ہر فرد کے لئے ثابت[3] ہے یا بعض کے لئے جیسے انسان[4] جاندار ہے ۔

سوالات :۔ قضایا مندرجہ ذیل میں اقسام قضیہ کی بتاؤ ۔

عمرو مسجد میں ہے حیوان جنس ہے ۔ ہر گھوڑا ہنہناتا ہے ۔ کوئی گدھا بے جان نہیں بعض انسان لکھنے والے ہیں ۔ بعض انسان اَن پڑھ ہے ۔ ہر گھوڑا جسم والا ہے ۔ کوئی پتھر انسان نہیں ۔ ہر جاندار مرنے والا ہے ۔ ہر متکبر ذلیل[5] ہے ہر متواضع[6] عزت والا ہے ۔ ہر حریص[7] خوار ہے ۔

سبق سوم

قضیہ[8] شرطیہ کی بحث :۔ قضیہ شرطیہ ۔ وہ قضیہ[9] ہے کہ جو دو قضیوں سے ملکر بنے جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن ہوگا ۔

---

[1] یہ تو موجبہ ہے اور سالبہ یہ کوئی انسان پتھر نہیں ہے ۱۲ [2] یا منفی ہے جیسے انسان پتھر نہیں ۱۲ [3] یا منفی ۱۲ [4] اسمیں یہ نہیں بیان کیا گیا کہ ہر انسان یا کوئی کوئی ۱۲ [5] عاجزی انکساری کرنے والا ۱۲ ج [6] ہر لالچی ذلیل ہے ۱۲ ج [7] ان میں سے پہلے قضیہ کو مقدم اور دوسرے کو تالی کہتے ہیں ۱۲ ج اور دیکھ لو دونوں میں خاص ارتباط بھی ہے ۱۲ ثنف ۔ یعنی تعلق ہے اور یہاں ایسا ہے کہ جیسا کہ سرطکے سا منفہ جزا کو ہوتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے کا ہونا ضروری ہے ۱۲ ج [8] اس طرح کہ ان دونوں قضیوں میں خاص ارتباط بھی ہو اور اس ارتباط کی تفصیل شرطیہ کی قسموں میں سے معلوم ہو گئی یعنی دو طرح کا ربط ہوگا (۱) یا تو ایک قضیہ کے ہونے پر دوسرے کا ہونا نہ ہونا بیان ہوگا چاہے دوسرے کا ہونا نہ ہونا ضروری ہو کر یا ویسے ہی (۲) اور یا دونوں علیحدگی و جدائی کا ہونا نہ ہونا بیان ہوگا چاہے قضیوں کی ذات سے جدائی ہو یا ویسے ہی ہو اب قسموں میں غور کر کے دیکھنا ۔ ۱۲ ج ۔

سورج نکلے گا ایک قضیہ اور دن ہوگا دوسرا قضیہ ہے یا جیسے زید یا تو پڑھا ہوا ہے یا ان پڑھ ہے۔ زید پڑھا ہوا ہے ایک قضیہ ہوا اور زید ان پڑھ ہے یہ دوسرا قضیہ ہے اور ان میں سے پہلے قضیہ کو مقدم اور دوسرے کو تالی کہتے ہیں۔

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں۔ متصلہ و منفصلہ۔

شرطیہ متصلہ:- وہ قضیہ شرطیہ ہے کہ اس میں یہ بات ہو کہ یہ ایک نصف کے تسلیم کر لینے پر دوسرے نصف کے[1] ثبوت یا نفی کا حکم ہو اگر ثبوت کا حکم ہوگا تو متصلہ موجبہ کہلائے گا جیسے اگر زید انسان ہے تو جاندار بھی ہوگا دیکھو اس قضیہ میں زید کے انسان ہونے پر اس کے جاندار ہونے کا حکم کیا گیا ہے[2] اور اگر نفی کا حکم ہوگا تو منفصلہ سالبہ ہوگا جیسے نہیں ہے یہ بات کہ اگر زید انسان ہو تو گھوڑا[3] ہو دیکھو اس قضیہ میں زید کے انسان ہونے کی صورت پر اس کے گھوڑا ہونے کی نفی کی گئی ہے[4]۔

شرطیہ منفصلہ:- وہ قضیہ ہے کہ اس میں دو چیزوں میں درمیان علیحدگی اور جدائی کے ثبوت یا نفی کا حکم کیا جاوے اور جدائی کا ثبوت ہو تو اسکو منفصلہ موجبہ کہتے ہیں جیسے یہ شئی یا تو درخت ہے یا پتھر ہے دیکھو اس قضیہ میں درخت اور پتھر کے درمیان جدائی ثابت کی گئی ہے کہ ایک ہی شئی درخت اور پتھر دونوں نہیں ہو سکتی[5] اور اگر جدائی کی نفی کی گئی ہو تو قضیہ کو منفصلہ سالبہ کہتے ہیں جیسے یوں کہیں یہ بات نہیں ہے کہ یا تو سورج نکلا یا دن موجود ہو یعنی ان دونوں باتوں میں جدائی نہیں بلکہ دونوں ساتھ ہیں[6]۔

شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں۔ لزومیہ اور اتفاقیہ۔

متصلہ لزومیہ:- وہ قضیہ ہے کہ جس کے مقدم یعنی پہلے قضیہ اور تالی یعنی دوسرے قضیہ میں کسی ایسی قسم کا تعلق ہو کہ جب اول پایا جاوے تو دوسرا بھی ضرور[7] ہو جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن[8] ہوگا۔

متصلہ اتفاقیہ:- وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے کہ جس کے مقدم و تالی میں اس قسم کا تعلق نہ ہو بلکہ دونوں قضیے اتفاقاً جمع ہو گئے ہوں جیسے یوں کہیں کہ اگر انسان جاندار ہے تو پتھر[9] بے جان ہے۔

---

[1] اور ان میں ایک خاص ارتباط بھی ہے ۱۲ شف یعنی تعلق ہے اگرچہ خلاف کا ہی ہے کہ ایک ہونے پر دوسرے کا ہونا ضروری ہے جیسے ضدوں اور نقیضیوں میں ہوا ہے ۱۲ [2] یعنی جاندار کا ثبوت کیا گیا ہے ۱۲ [3] یعنی گھوڑا نہ ہونے کا حکم کیا گیا ۱۲ [4] کیونکہ درخت ہوگی تو پتھر نہ ہوگی اور پتھر ہوگی تو درخت نہ ہوگی تو معلوم ہوا کہ دونوں میں جدائی اور علیحدگی ہے ۱۲ ح [5] چنانچہ ایک وقت میں جمع ہوتے ہیں ۱۲ ح [6] یعنی وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے ۱۲ ح [7] یعنی ضرور ساتھ ہو ۱۲ ح کیونکہ سورج نکلنے پر دن ہونا ضروری ہے ۱۲ ح [8] کیونکہ انسان کے جاندار ہونے پر پتھر کا بے جان ہونا ضروری نہیں چنانچہ اگر پتھر بے جان نہ ہوتا تب بھی انسان جاندار ہوتا برخلاف پہلی مثال کے کہ اگر سورج نہ نکلتا تو دن نہ ہو سکتا ۱۲

شرطیہ منفصلہ کی بھی دو قسمیں ہیں ۔ عنادیہ[1] اور اتفاقیہ[2]

عنادیہ :- وہ منفصلہ ہے کہ جس میں مقدم اور تالی کی ذات ہی انکے درمیان جُدائی کو چاہتی ہو جیسے یہ عدد یا تو طاق ہے یا جفت ۔ دیکھو طاق اور جفت ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ انکی ذات جدائی کو چاہتی ہے کبھی ایک شئی میں جمع نہ ہونگے ۔

منفصلہ اتفاقیہ :- وہ قضیہ منفصلہ ہے کہ جسکے مقدم اور تالی میں جُدائی ذاتی نہ ہو بلکہ اتفاقاً ہوگئی ہو جیسے زید مثلاً لکھنا جانتا ہو اور شعر کہنا نہ جانتا ہو تو یوں کہنا صحیح ہوگا کہ زید لکھنے والا ہے یا شاعر ہے یعنی ان دونوں میں سے ایک بات ہے لیکن لکھنے اور شعر کہنے کے فن میں جدائی ضروری[2] نہیں[3] اسلئے کہ بعضے لکھنا بھی جانتے ہیں اور شعر کہنا بھی ۔

شرطیہ منفصلہ کی پھر تین قسمیں ہیں ۔ حقیقیہ[1] ۔ مانعۃ الجمع[2] ۔ مانعۃ الخلو[3] ۔

حقیقیہ :- وہ منفصلہ قضیہ ہے جسکے مقدم اور تالی میں ایسی جدائی اور انفصال ہو کہ دونوں ایک شئی میں ایک دم سے نہ جمع ہوں اور نہ دونوں ایک شئی سے ایک دم سے علیحدہ[4] ہوں ایک ہو تو دوسرا ہرگز نہ ہو اور ایک نہ ہو تو دوسرا ضرور موجود ہو نہ تو یہ ہوگا کہ دونوں ہوں اور نہ یہ ہوگا کہ دونوں نہ ہوں جیسے یہ عدد یا تو طاق ہے یا جفت ۔ دیکھو ایک عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت ہوگا دونوں نہ ہونگے[5] اور نہ یہ ہوگا کہ کوئی عدد ایسا ہو کہ نہ طاق ہو نہ جفت ۔

مانعۃ الجمع :- وہ قضیہ منفصلہ ہے جسکے مقدم تالی ایک دم سے ایک شئی کے اندر موجود تو نہ ہوسکیں ہاں یہ ہوسکتا ہو کہ کوئی شئی ایسی ہو کہ اسمیں مقدم اور تالی دونوں نہ ہوں جیسے یہ شئی یا درخت ہے یا پتھر دیکھو ایک شئی درخت اور پتھر نہیں ہوسکتی ۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ کوئی شئی نہ درخت ہو نہ پتھر ہو جیسے انسان و فرس

مانعۃ الخلو :- وہ قضیہ منفصلہ ہے جسکے مقدم اور تالی ایک دم سے ایک شئی سے علیحدہ تو نہ ہوسکیں ہاں یہ

---

[1] کیونکہ جفت ان دو عددوں کا مجموعہ ہے جو برابر پورے تقسیم ہوسکیں جیسے دو چار چھ وغیرہ اور طاق وہ جو ایسا نہ ہو تو ظاہر ہے کہ جو طاق ہوگا جفت نہ ہوگا اور جو جفت ہوگا طاق نہ ہوگا ۱۲ [2] یعنی لکھنے اور شعر کہنے کی ذات جُدائی کا تقاضہ نہیں کرتی بلکہ ویسے ہی اتفاق سے ہے ۱۲ ج [3] بالکل اتفاق سے ایسا ہی ہوگیا ہے کہ زید میں دونوں باتیں جمع نہیں ورنہ بہت سے لوگوں میں جمع ہوتی ہیں ۱۲ ح [4] یعنی ان میں ایسی سخت جُدائی ہے کہ وجود میں بھی جُدا رہتے ہیں یعنی اگر موجود ہو تو دوسرا معدوم ہو اگر ایک معدوم ہو تو دوسرا موجود ہو ۱۲ اسف [5] یعنی ایسا نہ ہوگا کہ ایک عدد طاق بھی ہوجائے اور جفت بھی ۔ بلکہ طاق ہوگا تو جفت نہ ہوگا اور جفت ہوگا تو طاق نہ ہوگا ۔

ہو سکتا ہو کہ وہ مقدم اور تالی ایک شئی کے اندر جمع ہو جاویں جیسے زیدؔ پانی میں ہے یا ڈوبنے والا نہیں ہے دیکھو یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتیں کہ زید پانی میں نہ ہو اور ڈوب جائے ہاں دونوں جمع ہو سکتی ہیں کہ پانی میں ہو اور ڈوبنے نہیں بلکہ تیر تا رہے۔

سوالات:۔ ذیل کے لکھے ہوئے قضیوں میں بتاؤ کہ ہر قضیہ کونسی قسم کا ہے شرطیہ یا حملیہ اور شرطیہ کی کونسی قسم ہے متصلہ یا منفصلہ اور اسی طرح حملیہ اور متصلہ و منفصلہ کی کونسی قسم ہے۔

(۱) اگر یہ شئی گھوڑا ہے تو جسم ضرور ہے (۲) یہ شئی گھوڑا ہے یا گدھا (۳) یہ شئی یا تو جاندار ہے یا سپید ہے (۴) اگر گھوڑا ہنہنانیوالا ہے تو انسان جسم والا ہے (۵) زید عالم ہے یا جاہل ہے (۶) عمر بولتا ہے یا گونگا ہے (۷) بکر شاعر ہے یا کاتب (۸) زید گھر میں ہے یا مسجد میں (۹) خالد بیمار ہے یا تندرست ہے (۱۰) زید کھڑا ہے یا بیٹھا ہے (۱۱) ایسا نہیں ہے کہ اگر رات ہوگی تو سورج نکلا ہو (۱۲) اگر سورج نکلے گا تو زمین روشن ہوگی (۱۳) اگر وضو کر دگے تو نماز صحیح ہوگی (۱۴) اگر ایمان کیساتھ اعمال صالح کروگے تو جنت میں جاؤگے (۱۵) آدمی نیک بخت ہے یا بد بخت۔

سبق چہارم

تناقض کا بیان:۔ دو قضیئے ایسے ہوں کہ ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ اور ان میں یہ بات بھی ہو کہ ایک کو اگر سچا کہیں تو دوسرے کو ضرور جھوٹا کہنا پڑے تو ان دونوں کے ایسے اختلاف کو تناقض کہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک قضیئے کو دوسرے کی نقیض اور دونوں کو نقیضین کہتے ہیں جیسے زید عالم ہے اور زید عالم نہیں ہے یہ دونوں قضیئے ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک سچا ہوگا تو دوسرا جھوٹا ہوگا ان کے اس اختلاف کو تناقض کہتے ہیں۔ جن دو قضیوں میں تناقض ہوتا ہے وہ دونوں ایک دم سے نہ جمع ہو سکتے ہیں اور نہ دونوں علیحدہ ہو سکتے ہیں جیسے مثلاً مثال مذکور میں زید عالم ہو اور عالم نہ ہو یہ نہیں ہو سکتا اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زید عالم ہو اور عالم نہ ہو۔ دو قضیئے مخصوصہ یعنی جنکا موضوع خاص شخص

در تناقض ہشت وحدت شرط داں ✣ وحدت موضوع و محمول و مکاں

وحدت شرط و اضافت جزو و کل ✣ قوت و فعل است در آخر زماں

(از ناکارہ حشمت علی مظاہری کاندھوی)

۱؎ اس سے آسان مثال یہ ہے کہ ہر شئی یا تو غیر شجر ہے یا غیر حجر ہے سوا ایسی کوئی چیز نہیں نکل سکتی جو نہ غیر شجر ہو اور نہ غیر حجر ہو ان میں سے ایک ضرور ہوگی اور یہ ہو سکتا ہے کہ غیر شجر بھی ہو اور غیر حجر بھی چنانچہ عالم بھر میں اسی قسم کی چیزیں ہیں ایک تو حجر ایک شجر ایک ان دونوں کے علاوہ پس حجر پر تو غیر حجر صادق نہیں لیکن غیر شجر صادق آتا ہے اور بقیہ حاشیہ پر غیر حجر بھی صادق آتا ہے اور غیر شجر بھی خوب سمجھ لو ۱۲ شفیع

۲؎ یعنی پانی میں ہونا اور نہ ڈوبنا ۱۲ ح ۳؎ اس طرح کی پہلی بات پانی میں ہونا بھی نہ پائی جائے بلکہ پانی میں نہ ہونا پایا جائے اور دوسری بات نہ ڈوب جانا بھی نہ پائی جائے بلکہ ڈوب جانا پایا جائے یعنی پانی میں نہ ہوتے ہوئے ڈوب جانا پایا جائے یہ نہیں ہو سکتا ۱۲ ح ۴؎ ایک دوسرے کی نقیض ہونا ۱۲ ۵؎ اسی طرح اگر ایک کو جھوٹا تو دوسرے کو ضرور سچا کہنا پڑے ۱۲ شفیع ۶؎ اس طرح کہ دونوں سچے ہو جائیں ۱۲ ۷؎ اس طرح کہ دونوں جھوٹے ہو جائیں بلکہ اگر ایک سچا ہو تو ایک جھوٹا ۱۲ ح ۸؎ اس یہ مطلب نہیں کہ ان آٹھ چیزوں میں متفق ہونا صرف دوم مخصوصہ میں شرط ہے کیونکہ یہ شرط تناقض کی دو محصورہ میں بھی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسے مخصوصہ میں تو صرف ان ہی آٹھ کا اتفاق تناقض کے لئے کافی ہے اور دو محصورہ میں

(باقی ص۲۱ پر)

ہو ان میں تناقض جب ہوگا جب کہ وہ دونوں آٹھ چیزوں میں متفق ہوں اوّل موضوع دونوں کا ایک ہو اگر موضوع بدلے[1] گا تو تناقض نہ ہوگا جیسے زید کھڑا ہے زید کھڑا نہیں ان دونوں میں تناقض ہے اور زید کھڑا ہے۔ عمرو کھڑا نہیں ان دونوں میں تناقض نہیں ہے دونوں قضیئے[2] سچے ہو[3] سکتے ہیں دوسرے محمول دونوں کا ایک ہو اگر محمول ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا جیسے زید کھڑا ہے۔ زید بیٹھا نہیں ہے ان دونوں میں تناقض نہیں ہے[4]۔

تیسرے وہ دونوں قضیئے مکان میں متفق ہوں یعنی دونوں کا مکان ایک ہو اگر مکان ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا جیسے زید مسجد میں بیٹھا ہوا ہے اور زید گھر میں نہیں بیٹھا ان دونوں میں تناقض نہیں ہے۔

چوتھے دونوں قضیوں کا زمانہ ایک ہے اگر زمانہ[5] ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا جیسے زید دن کو کھڑا ہے اور زید رات کو کھڑا نہیں ان دونوں میں تناقض نہیں ہے دونوں باتیں سچی ہوسکتی ہیں اور جھوٹی بھی ہوسکتی ہیں

پانچویں قوۃ[6] اور فعل[7] میں دونوں قضیئے ایک ہوں یعنی ایک قضیئے میں اگر یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ محمول بالفعل موضوع کے لئے ثابت ہے تو دوسرے میں یہ ثابت کی گئی ہو کہ یہ محمول موضوع کے لئے بالفعل ثابت نہیں ہے اسی طرح اگر ایک قضیئے میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ محمول موضوع کے لئے بالقوۃ ثابت ہے یعنی اسمیں محمول کے ثابت ہونے کی استعداد ولیاقت ہے تو دوسرے قضیئے میں یہ بات ہو کہ موضوع محمول کے لئے بالقوۃ ثابت نہیں یعنی موضوع میں محمول کے ثابت ہونیکی استعداد لیاقت نہیں ہے تب تناقض ہوگا ورنہ نہ ہوگا۔ جیسے یوں کہیں کہ اس بوتل میں جو شراب[9] ہے اس میں نشہ لانے کی قوت ہے اور یہ شراب جو اسی بوتل میں ہے بالفعل نشہ لانے والی نہیں تو ان دونوں قضیوں میں تناقض نہ ہوگا اسلئے کہ دونوں قضیئے سچے ہیں[10] ہاں اگر یوں کہیں کہ اس بوتل کی شراب میں نشہ لانے کی قوت ہے اور اس بوتل کی شراب میں نشہ لانیکی قوت نہیں ہے تو تناقض ہوگا اس لئے کہ یہ دونوں باتیں ایکدم سے سچی نہیں ہوسکتیں[11] یا یوں کہیں کہ اس بوتل کی شراب بالفعل نشہ لانے والی ہے اور اس بوتل کی شراب بالفعل نشہ لانے والی نہیں ہے تب

(بقیہ صفحہ ۲۰) انکے علاوہ اور بھی ایک شرط ہے[12] وہ یہ کہ وہ دونوں کلیا ور جزئیہ ہونے میں مختلف ہوں چنانچہ اس سبق کے آخر میں بعینہ یہی مضمون آتا ہے ۱۲ اشف [1] اس طرح کہ ایک قضیہ میں ایک چیز موضوع ہو اور دوسرے میں دوسری چیز ہو اور ایسے ہی محمول کا بدلنا ہے ۱۲ ج [2] اگر واقع ہو ایسے ہی ہو ورنہ جھوٹے ۱۲ ج [3] اور اسی طرح جھوٹے بھی ۱۲ اسف [4] دونوں سچے ہوسکتے ہیں اگر واقع میں زید کھڑا ہو اور دونوں جھوٹے بھی ہوسکتے ہیں اگر واقع میں وہ بیٹھا ہو ۱۲ ج [5] جگہ یعنی دونوں کی جگہ ایک ہی ہو تب تو تناقض ہوگا اور اگر ایک کی جگہ اور ہے اور دوسرے کی اور تو پھر تناقض نہ ہوگا ۱۲ ج [6] وقت ۱۲ ج [7] ہوسکتا یعنی استعداد ولیاقت جیسے زید بالقوۃ بادشاہ ہے یعنی ہوسکتا ہے استعداد رکھتا ہے ۱۲ ح [8] اسی وقت ہونا ۱۲ ج [9] توضیح اسکی یہ ہے انگور کا تازہ شیرہ جسمیں ابھی نشہ کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی کبھی اسکو مجازاً شراب کہدیتے ہیں اس بناء پر کہ وہ آئندہ چل کر شراب بن سکتی ہے جیسے محاورات میں بولتے ہیں کہ آٹا پسوا لاؤ۔ حالانکہ پسوانیکی گیہوں ہے مگر چونکہ وہ پسکر آٹا ہو جاوینگے اسلئے مجازاً گیہوں کو آٹا کہتے ہیں استعداد اور قوت کے یہی معنی ہیں۔ اب اگر ایسے شیرہ کی نسبت یہ دو قضیئے بولے جاویں ایک یہ کہ یہ شراب مسکر ہے اور دوسرا یہ کہ شراب مسکر نہیں ہے اور پہلے قضیئے میں یہ مراد ہو کہ بالقوۃ مسکر ہے یعنی ابھی اس میں مسکر ہونیکی صفت پیدا نہیں ہوئی تو ان دونوں قضیوں میں ظاہر ہے۔ (باقی صـ۲۲ـ پر) -

بھی تناقض ہوگا اسلئے کہ یہ دونوں باتیں بھی سچی نہیں ہوسکتیں ۔

چھٹے دونوں قضیوں میں شرط ایک ہو اگر شرط میں اتفاق نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا جیسے زید کی انگلیاں ہلتی ہیں اگر وہ لکھتا ہو ۔ زید کی انگلیاں نہیں ہلتیں اگر وہ نہ لکھتا ہو ان میں تناقض نہیں اسلئے کہ شرط ایک نہیں رہی[۱] ۔

ساتویں کل اور جزو میں دونوں قضیئے متفق ہوں یعنی اگر ایک قضیئے کا محمول پورے موضوع کے لئے ثابت کیا گیا ہو تو دوسرے قضیئے میں بھی ایسا ہی ہو اور اگر ایک قضیہ میں موضوع کے .... خاص جزو کے لئے محمول ثابت کیا گیا ہو تو دوسرے قضیہ میں بھی اسی خاص جزو کیلئے ثابت ہو اگر ایسا نہ ہوگا بلکہ ایک قضیہ میں تو موضوع کے کل کے لئے محمول ثابت کیا گیا ہو اور دوسرے قضیہ میں موضوع کے جزو کے لئے محمول ثابت نہ ہو تو تناقض نہ ہوگا جیسے یوں کہیں حبشی کالا ہے اور حبشی کالا نہیں تو دونوں قضیوں میں اگر یہ مراد ہے کہ حبشی کا جزو کالا ہے اور حبشی کا وہی جزو کالا نہیں تو تناقض ہوگا اسلئے کہ اسمیں پہلا قضیہ ثابت ہے ۔ اسلئے کہ دانت اسکے سپید ہوتے ہیں اور دوسرا جھوٹ ہوگا یا پہلے قضیہ میں یہ مراد لیں کہ حبشی کا کل کالا ہے ۔ اور دوسرے کا یہ مراد لیں کہ کل کالا نہیں ہے تو تب بھی تناقض ہوگا اسلئے کہ دوسرا قضیہ سچ ہے اسلئے کہ وہ سارا کالا نہیں ہوتا اور پہلا جھوٹ ہے اسواسطے کہ دانت اسکے سپید ہوتے ہیں ۔ اور اگر پہلے قضیہ میں یعنی حبشی کالا ہے میں یہ مراد لیں کہ ایک جزو اسکا کالا ہے اور دوسرے قضیئے یعنی حبشی کالا نہیں میں یہ مراد لیں تمام حبشی کالا نہیں تو دونوں قضیئے سچے ہوجاویں گے اور تناقض نہ رہیگا[۲] ۔

آٹھویں[۳] وہ دونوں قضیئے اضافت میں متفق ہوں یعنی ایک قضیہ میں محمول کی نسبت جس شئی کیطرف ہے اس شئی کیطرف دوسرے قضیئے میں اگر ایسا نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا مثلاً زید عمرو کا باپ ہے اور زید عمرو کا باپ نہیں ہے ان میں تو تناقض ہے اسلئے کہ دونوں میں محمول یعنی باپ کی نسبت عمر کی طرف ہے اور یوں کہیں کہ زید عمرو کا باپ ہے اور زید بکر کا باپ نہیں تو ان دونوں میں تناقض نہ ہوگا کیونکہ یہ دونوں قضیئے سچے ہوسکتے ہیں ۔ یہ آٹھ چیزیں جن میں دو قضیوں کا متفق ہونا تناقض کے لئے ضروری ہے وحدات ثمانیہ[۴] کہلاتی ہیں ۔

یہ تو مخصوصہ کے قضیئے کا بیان تھا اور اگر وہ دونوں قضیئے محصورہ ہوں تو ان میں بھی ان آٹھ چیزوں میں اتفاق ضروری ہے اور علاوہ اسکے ایک شرط میں اور ہونا چاہیئے وہ یہ کہ ان میں سے اگر ایک کلیہ ہو تو دوسرا جزئیہ

بقیہ صفحہ ۱۶ ۔ کہ تناقض نہ ہوگا یہی مطلب ہے متن کی عبارت کا خوب سمجھ لو ۱۲ اشف یا یہ مطلب ہے کہ نشہ لانیکی قوت ہے چنانچہ پینے پر نشہ ہوگا ۔ اور بالفعل نہیں یعنی بوتل میں رہتے ہوئے نہیں ۱۲ ح ۸ یا جھوٹے ہیں ۱۲ ۱۱ بلکہ اگر ایک سچی ہوگی تو دوسری جھوٹی اور پہلی جھوٹی ہوگی تو دوسری سچی ۱۲ ج

[۱] اور اگر شرط ایک ہی ہو تب تناقض ہوگا مثلاً زید کی انگلیاں ہلتی ہیں اگر وہ لکھتا ہو اور زید کی انگلیاں نہیں ہلتیں اگر وہ لکھتا ہو تو نہ دونوں سچ ہونگے نہ جھوٹ (بلکہ کوئی سا ایک جھوٹ ضرور ہوگا (حشمت علی عفرلہ) ایسے ہی اگر نہ لکھنے کی شرط ہو ۱۲ ح

[۲] اور اگر پہلے یہ مراد لیا جائے کہ تمام کالا ہے اور دوسرے میں یہ مراد لیا جائے کہ کوئی چیز کالا نہیں تو دونوں جھوٹے جاتیں گے ۔ ۱۲ ح

[۳] آٹھ اتفاقات کیونکہ آٹھ چیزوں میں دونوں قضیوں کا اتفاق ضروری ہے ۔ ۱۲

ہو۔ پس موجبہ کلیہ[۱] کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوگی جیسے ہر انسان جاندار ہے موجبہ کلیہ ہے اسکی نقیض یہ ہوگی بعض انسان جاندار نہیں ہیں اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوگی جیسے کوئی انسان پتھر نہیں ہے یہ سالبہ کلیہ اس کی نقیض بعض انسان پتھر ہیں ہوگی[۲]

سوالات[۳]:۔ ان قضایا کی نقیضیں بتاؤ اور جو دو قضیے یکجا لکھے جاتے ہیں ان میں تمہارے نزدیک تناقض ہے یا نہیں اگر نہیں تو کونسی شرطیں نہیں۔

(۱) ہر گھوڑا جاندار ہے (۲) بعض جانوروں میں سے بکری ہے (۳) کوئی انسان درخت نہیں ہے (۴) عمرو مسجد میں ہے عمرو گھر میں نہیں ہے (۵) بکر زید کا بیٹا ہے مگر عمرو کا بیٹا نہیں ہے (۶) فرنگی گوارا ہے فرنگی گوارا نہیں ہے (۷) ہر انسان جسم ہے (۸) بعض سپید جاندار ہیں (۹) بعض جاندار گدھا نہیں ہے (۱۰) بعض انسان لکھنے والے ہیں (۱۱) بعض بکریاں کالی ہیں (۱۲) زید رات کو سوتا ہے۔ زید دن کو نہیں سوتا۔

سبق پنجم

عکس مستوی کی بحث:۔ عکس مستوی۔ کسی قضیئے کا یہ ہے اس قضیئے کے اوّل جزو کو دوسرا جزو کر دیا جاوے اور دوسرے جزو کو پہلا جزو بنا دیا جاوے یعنی بالکل الٹ دیا جاوے اور یہ الٹ پھیر ایسے طور سے کریں کہ اگر پہلا قضیہ سچا ہے تو دوسرا اسکا الٹا ہے وہ بھی سچا[۱] ہی رہیگا اور پہلا اگر موجبہ ہے تو دوسرا بھی موجبہ ہو۔ اور پہلا اگر سالبہ ہو تو دوسرا بھی سالبہ ہی ہو اور دوسرا الٹے ہوئے قضیہ کو پہلے عکس کا مستوی کہتے ہیں جیسے ہر انسان جاندار ہے۔ اس کا عکس[۲] یہ نکلے گا کہ بعض جاندار انسان ہیں۔ یہ نہ نکلے گا کہ ہر جاندار انسان ہے کیونکہ یہ غلط[۳] ہو جائے گا اس واسطے موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ[۵] آتا ہے اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آویگا جیسے کوئی انسان پتھر نہیں اسکا

لہ کیونکہ موجبہ کی نقیض کا سالبہ ہونا تو تناقض کی تعریف ہی سے معلوم ہو چکا اور سالبہ کلیہ کی نقیض کا جزئیہ ہونا بھی اس نئی شرط سے معلوم ہوا پس ثابت ہو گیا کہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوگی ایسے ہی آگے سمجھ لو ۱۲ اشف ۲ہ شاید کسی کو وہم ہو کہ محصورات تو چار ہیں ایک موجبہ کلیہ، ایک سالبہ کلیہ تو ان دونوں کی نقیض تو بتلائی باقی رہا ایک موجبہ جزئیہ ایک سالبہ جزئیہ ان دونوں کی نقیض نہیں بتلائی۔ جواب۔ یہ ہے جب ایک قضیہ کی نقیض دوسرا قضیہ ہوتا ہے تو اس دوسرے کی نقیض وہ پہلا قضیہ ہوتا ہے تو جب موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ کو بتلایا تو اسی میں یہ بھی بتلا دیا کہ سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ ہوگا اسی طرح جب سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ کو بتلایا تو اس میں یہ بھی بتلا دیا کہ موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوگا تو چاروں محصورہ کی نقلیں معلوم ہو گئیں ۱۲ اشف ۳ہ کیونکہ انسان پہلا جزو تھا اور جاندار دوسرا تھا۔ جاندار کو پہلا کر دیا اور انسان کو دوسرا کر دیا تب بعض جاندار انسان ہیں عکس نکلا اور پہلا قضیہ موجبہ ہے۔ یہ دوسرا بھی موجبہ ہے اور پہلا سچا ہے تو یہ دوسرا بھی سچا ہے ۱۲ ج ۴ہ کیونکہ بہت جاندار ایسے ہیں جو انسان نہیں جیسے گائے، بیل، بکری، گھوڑا، گدھا وغیرہ تو اس میں اصل قضیہ سچا تھا عکس سچا نہ رہا اسلئے غلط ہو گیا۔ ۱۲ ج۔

۵ہ اور موجبہ جزئیہ کا عکس بھی موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے بعض انسان جاندار ہیں کا عکس بھی بعض جاندار انسان ہیں آئے گا اور موجبہ کلیہ نہیں آئے گا۔ ۱۲ ج۔

عکس کوئی پتھر انسان نہیں ہے آویگا اور سالبہ جزئیہ کا عکس ہر جگہ لازمی[1] طور سے[1] نہیں[2] آتا۔ دیکھو بعض جاندار انسان نہیں سالبہ جزئیہ ہے اسکا عکس بعض انسان جاندار نہیں اگر نکالیں گے تو[3] صادق نہ ہوگا۔

سوالات:۔ قضایا مذکورۂ ذیل کے عکس کاغذ پر لکھو۔

(۱) ہر انسان جسم ہے (۲) کوئی گدھا بے جان نہیں ہے (۳) کوئی گھوڑا عاقل نہیں ہے (۴) ہر حریص ذلیل ہے، (۵) ہر قناعت کرنیوالا عزیز ہے (۶) ہر نمازی سجدہ کرنیوالا ہے (۷) ہر مسلمان خدا کا ایک جاننے والا ہے۔ (۸) بعض مسلمان نماز نہیں پڑھتے (۹) بعض مسلمان روزہ رکھتے ہیں (۱۰) بعض مسلمان نمازی ہیں۔

تنبیہ:۔ قضایا کی تمام بحثوں میں جو اصطلاحات منطقیہ لکھی گئی ہیں اور جنکی تعریف تم نے پڑھی ہے انکی فہرست لکھی جاتی ہے انکو ازبر کر لو اور آپس میں ایک دوسرے سے پوچھو۔

فہرست اصطلاحات منطقیہ مذکورہ۔

حجۃ[1]، قضیہ[2]، حملیہ[3]، شرطیہ[4]، موجبہ[5]، سالبہ[6]، موضوع[7]، محمول[8]، مخصوصہ[9]، طبعیہ[10]، محصورہ[11]، مہملہ[12]، موجبہ کلیہ[13]، موجبہ جزئیہ[14]، سالبہ کلیہ[15]، سالبہ جزئیہ[16]، محصورات اربعہ[17]، متصلہ[18]، منفصلہ[19]، متصلہ موجبہ[20]، متصلہ سالبہ[21]، منفصلہ موجبہ[22]، منفصلہ سالبہ[23]، مقدم[24]، تالی[25]، لزومیہ[26]، اتفاقیہ[27]، عنادیہ[28]، منفصلہ اتفاقیہ[29]، منفصلہ حقیقیہ[30]، مانعۃ الجمع[31]، مانعۃ الخلو[32]، تناقض[33]، نقیض[34]، نقیضین[35]، وحدت ثمانیہ[36]، عکس مستوی[37]۔

سبق ششم

حجۃ کی قسمیں:۔ حجۃ۔ (جسکی تعریف تم پڑھ چکے ہو) کی تین قسمیں ہیں۔ قیاس[1]، استقراء[2]، تمثیل[3]۔

قیاس:۔ وہ قول مرکب ہے جو ایسے دو یا زیادہ قضیوں سے ملکر بنے کہ اگر ان قضیوں کو مان لیں تو ایک اور قضیہ کو بھی ماننا پڑے۔ اور یہ قضیہ جس کو ماننا ضروری ہے نتیجۂ قیاس کہلاتا ہے جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے۔ یہ دو قضیے ہیں انکو اگر تم مان لو تو انکے ماننے سے تمکو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ ہر انسان جسم ہے۔ اس میں دو قضیے تو قیاس کہلائیں گے اور تیسرا قضیہ جسکا ماننا لازم ہے نتیجہ[5] کہلاتا ہے۔ خوب سمجھ لو اور نتیجہ کے اندر جو موضوع ہے جیسے انسان اصغر نام رکھا جاتا ہے۔ اور محمول جیسے جسم ہے

---

[1] اگر سچا نکل بھی آئے تو اسکا اعتبار نہیں جیسے بعض جاندار سفید نہیں کا عکس یہ کہ بعض سپید جاندار نہیں سچا ہے مگر اعتبار اسلئے نہیں کہ منطق کے قاعدے کلی ہوتے ہیں لہٰذا اس عکس کا اعتبار ہوگا جو ہمیشہ آوے ۱۲ ح [2] سالبہ جزئیہ جیسا کہ متن میں مذکور ہے اور نہ سالبہ کلیہ کیونکہ جب سالبہ جزئیہ ہر جگہ صادق نہیں آتا تو سالبہ کلیہ ہر جگہ کیسے صادق آئیگا ۱۲ انتف [3] کیونکہ ہر انسان جاندار ہے اور ایسے ہی سالبہ کلیہ کوئی انسان جاندار نہیں بھی جھوٹا ہے ۱۲ ح [4] چاہے وہ واقعی ہوں چاہے نہ ہوں پس اگر مان لیں تو ایسا ہو ۱۲ ح [5] یہ تو واقعی اور سچے قضیئے تھے اور جھوٹے قضیوں کو بھی لیں تو بھی لازم آئے جیسے ہر آدمی گدھا ہے اور ہر گدھا پتھر ہے اگر انکو مان لیں تو یہ لازم آئے گا کہ ہر آدمی پتھر ہے۔

اکبر کہتے ہیں۔ اور جو قضیہ قیاس کا جزو ہے اسکو مقدمہ کہتے ہیں جیسے مثال مذکور میں ہر انسان جاندار ہے یہ ایک مقدمہ ہے اور ہر جاندار جسم ہے۔ یہ دوسرا مقدمہ ہے جس مقدمہ میں اصغر (نتیجے کے موضوع) کا ذکر اسکو صغریٰ کہتے ہیں اور جس مقدمہ میں اکبر (نتیجے کے محمول) کا ذکر ہو اس کو کبریٰ کہتے ہیں جیسے مثال مذکور میں ہر انسان جاندار ہے صغریٰ ہے اسلئے کہ اس میں اصغر یعنی ہر انسان مذکور ہے اور ہر جاندار جسم ہے کبریٰ ہے اسلئے کہ اسمیں اکبر یعنی جسم کا ذکر ہے اور اصغر و اکبر کے سوا جو شئی قیاس میں مکرر مذکور ہووہ واحد اوسط کہلاتی ہے مثال مذکور میں جاندار حد اوسط ہے اسلئے کہ یہ اصغر و اکبر کے سوا ہے اور دو دفعہ اس کا ذکر آیا ہے۔

سہولت کیلئے نقشہ قیاس لکھا جاتا ہے اس سے اصطلاحات کو خوب ذہن نشین کرلو۔

قیاس			
مقدمہ اوّل		مقدمہ دوم	
صغریٰ		کبریٰ	
اصغر	حد اوسط	حد اوسط	اکبر
ہر انسان	جاندار ہے	ہر جاندار	جسم ہے
نتیجہ			
ہر انسان جسم ہے			

فائدہ:۔ قیاس سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ حد اوسط کو دونوں جگہ سے حذف کردو باقی جو رہیگا وہ نتیجہ ہوگا۔ نقشہ میں دیکھو کہ جاندار کو جو حد اوسط ہے حذف کردیں تو باقی ہر انسان جسم ہے رہ جائے اور یہی نتیجہ ہے۔

اس کے بعد سمجھو کہ حد اوسط کو اصغر و اکبر کے پاس ہونے سے جو قیاس کی ہیئت حاصل ہوتی ہے اس کو شکل کہتے ہیں اور شکلیں کل چار ہیں[1] اگر حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو اس کو شکل اول کہتے ہیں۔ مثال اس کی نقشہ مذکور میں یہ ہے۔ کبریٰ صغریٰ کا حد اوسط اور حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہو تو شکل ثانی ہے جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر کوئی پتھر جاندار نہیں ہے اور اگر حد اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں موضوع ہو تو اسکو شکل ثالث کہتے ہیں۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے اور بعض انسان لکھنے والے ہیں۔ نتیجہ بعض جاندار لکھنے والے ہیں اور اگر حد اوسط

---

[1] سہل طریقہ سے یہ سمجھنے کہ اگر دونوں میں محمول تو ثانی شکل اور دونوں میں موضوع تو ثالث اور اگر صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو شکل اول اور پھر اسکا الٹا ہو تو رابع ۱۲ ح [2] ان مثالوں میں جو تم نتیجہ مختلف دیکھتے ہو شاید تم اس وجہ سے سوچنے میں حیران ہو تو سمجھ لو کہ اس کا قاعدہ آگے کی کتابوں میں پڑھوگے۔ اس قاعدہ سے تم کو معلوم ہوجائے گا کہ نتیجہ کہاں موجبہ کلیہ ہوتا ہے اور کہاں موجبہ جزئیہ اور کہا سالبہ کلیہ اور کہاں سالبہ جزئیہ ۱۲ اشرف [3] اگر نتیجہ کم درجہ کا نکلتا ہے یعنی صغریٰ و کبریٰ میں سے ایک موجبہ سالبہ ہے تو نتیجہ سالبہ آئیگا اور ایک کلیہ اور ایک جزئیہ ہو تو جزئیہ آئیگا اور دونوں موجبہ تو موجبہ ہی اور دونوں کلیہ تو کلیہ ہی آئیگا۔ اسی لئے پہلی شکل کی مثال کا نتیجہ موجبہ کلیہ دوسری کا سالبہ کلیہ تیسری اور چوتھی کا موجبہ جزئیہ ہے ۱۲ ج۔

⁘ ⁘ ⁘

صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو تو وہ شکل رابع ہے جیسے ہر انسان جاندار ہے اور بعض لکھنے والے انسان ہیں نتیجہ بعض جاندار لکھنے والے ہیں۔

ذیل میں چند قیاس لکھے جاتے ہیں ان میں اصغر و اکبر و حد اوسط۔

سوالات:۔ وصغریٰ و کبریٰ کو پہچان کر بتاؤ اور نتائج بھی بتاؤ۔

(۱) ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق جسم ہے (۲) ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار پتھر نہیں (۳) بعض جاندار گھوڑے ہیں اور ہر گھوڑا ہنہنانیوالا ہے (۴) بعض مسلمان نمازی ہیں اور ہر نمازی اللہ کا پیارا ہے (۵) بعض مسلمان ڈاڑھی منڈوانے والے ہیں اور کوئی ڈاڑھی منڈوانے والا اللہ کو نہیں بھاتا۔ (۶) ہر نمازی سجدہ کرنیوالا ہے اور ہر سجدہ کرنیوالا اللہ کا مطیع ہے۔

سبق ہفتم

قیاس کی قسمیں:۔ قیاس کی دو قسمیں[۱] ہیں قیاس استثنائی۔ قیاس اقترانی

قیاس استثنائی:۔ وہ قیاس ہے جو دو قضیوں سے مرکب ہو اور پہلا قضیہ شرطیہ ہو۔

---

[۱] فرمانبردار ۱۲ [۱] قیاس میں نتیجہ کا بیان ہونا تو ضروری ہے چاہے پورا کا پورا ایک ہی جگہ ہو اور چاہے جزو جزو ہو کے آیا ہو اور چاہے اسکے کسی جزو کے نقیض کی صورت میں اور یہ اسلئے تا کہ وہ انہی صغریٰ و کبریٰ سے لازم بھی آجائے اب اگر پورا کا پورا یا نقیض کی صورت میں مذکور ہو تو وہ قیاس استثنائی ہے اور اگر جزو جزو ہو کر بیان ہو تو اقترانی ہے ۱۲ ح [۱] اسمیں مبتدیوں کے لئے ضرورت ہے کہ دوسرے عنوان سے اس کی حقیقت سمجھائی جائے پھر متن کے عنوان کو اس پر منطبق کر دیا جائے سو سنو قیاس استثنائی وہ ہے جو ایسے دو قضیوں سے مرکب ہو جن کا پہلا شرطیہ ہو۔ خواہ متصلہ ہو یا منفصلہ پھر منفصلہ میں خواہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع ہو یا مانعۃ الخلو اور دوسرا قضیہ حملیہ ہو اور لکن سے شروع ہو اسکا مضمون یہ ہو کہ اس میں مقدم کا یا تالی اثبات ہو یا مقدم یا تالی کی اثبات ہو یا مقدم تالی کی نفی ہو۔ پس یہ استثنائی کی حقیقت ہے آگے نتیجہ میں تفصیل ہے اگر پہلا قضیہ متصلہ ہو تو اس دوسرے قضیہ میں یا تو مقدم کا اثبات ہوتا ہے اور یا تالی کی نفی اگر اس دوسرے قضیہ میں مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات ہے۔ اور اگر اس دوسرے قضیہ میں تالی کی نفی ہے تو نتیجہ مقدم کی نفی ہے جیسے یوں کہیں کہ جب سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا پہلا قضیہ ہے اور شرطیہ متصلہ ہے پھر کہیں کہ لکن سورج نکلا ہوا ہے یہ دوسرا قضیہ ہے۔ اور حملیہ ہے اور لکن سے شروع ہوا ہے اور مضمون اس کا یہ ہے کہ اس میں مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات نکلے گا یعنی نتیجہ یہ ہوگا کہ دن موجود ہے اسکا نام آگے کی آسانی کے لئے مثال اول رکھتا ہوں اس کو یاد رکھنا اور اگر پہلا قضیہ وہی اور یہ والا شرطیہ متصلہ رہے یعنی جب سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا اور دوسرا قضیہ یہ کہیں کہ لیکن دن موجود نہیں اسکا مضمون یہ ہے کہ اگر اس میں تالی کی نفی کی گئی ہے تو نتیجہ مقدم کی نفی نکلے گا یعنی نتیجہ یہ ہوگا کہ سورج نکلا ہوا نہیں ہے اس کا نام مثال ثانی رکھتا ہوں اس عنوان سے استثنائی کی حقیقت خوب سمجھ گئے ہونگے کتاب کے متن میں یہی دو مثالیں مذکور ہیں۔ اب کتاب کی تعریف کو منطبق کرتا ہوں۔ یہ تو تمکو معلوم ہوگیا کہ مثال اول میں نتیجہ یہ ہے کہ دن موجود ہے اب دیکھو کہ یہی نتیجہ اس مثال کے قیاس میں مذکور ہے کیونکہ یہ قضیہ اول کی تالی ہے قضیہ میں مذکور ہوا کرتا ہے اس طرح سمجھو کہ مثال ثانی میں نتیجہ یہ ہے کہ سورج نکلا ہوا نہیں ہے۔ اب دیکھو کہ اس نتیجہ کی نقیض اس مثال کے قیاس میں مذکور ہے کیونکہ قضیہ اول کا مقدم یہ ہے کہ سورج نکلے گا اور نتیجہ اس کی نقیض ہے (کو روابط بدلے ہوئے ہوں) پس اول میں یہ بات صادق آئی کہ اس قیاس میں جو نتیجہ مذکور ہے اور مثال ثانی میں یہ بات صادق آئی کہ اس قیاس میں نتیجہ کی نقیض مذکور ہے۔ پس اس کتاب میں اور دوسری کتابوں میں بھی اسی طرح تعریف کر دی گئی کہ قیاس استثنائی وہ ہے جسمیں نتیجہ یا نقیض نتیجہ مذکور ہوا اور مراد یہ ہے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ پہلے مبتدی اس میں چکراتا ہے۔ (باقی ص ۲۷) -

ان دونوں کے درمیان لفظ لیکن آوے اور خود نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض قیاس میں مذکور ہو جیسے جب سورج نکلے گا دن موجود ہوگا لیکن سورج موجود ہے پس دن موجود ہے ۔

دیکھو اس قیاس میں نتیجہ بعینہ مذکور ہے جیسے جب سورج نکلے گا دن موجود ہوگا لیکن دن موجود نہیں ہے پس سورج نہیں ہے ۔ دیکھو اس قیاس کی نقیض یعنی سورج نکلے گا مذکور ہے

قیاس اقترانی :— وہ ہے جسمیں حرف لیکن مذکور نہ ہو اور نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور نہ ہو جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے پس ہر انسان جسم ہے دیکھو اسمیں نتیجہ کے اجزا انسان و جسم الگ الگ تو قیاس میں مذکور ہیں مگر نتیجہ یا اسکی نقیض مذکور نہیں ہے اور نہ اس میں حرف لیکن ہے ۔

بقیہ صفحہ ۲۶ : ۔ کوئی تو نہ سمجھنے سے اور کوئی اس وجہ سے کہ اسکی تعریف کا سمجھنا موقوف ہے اس پر کہ اول نتیجہ اس قیاس کا معلوم ہو اور نتیجہ جاننا اس پر موقوف ہے کہ اول اس قیاس کی حقیقت معلوم ہوتا کہ قیاس استثنائی کے نتیجہ نکالنے کے جو قاعدے ہیں ان قاعدوں کے موافق نتیجہ نکال سکے میری توضیح کے بعد اول آسانی سے حقیقت استثنائی کی سمجھ میں آگئی اور کتابوں میں جو تعریف مذکور ہے وہ آسانی سے اسپر منطبق ہوگئی اور جو قیاس ایسا نہ ہو اقترانی ہے جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے دیکھو اس قیاس میں بعینہ نتیجہ مذکور ہے یعنی ہر انسان جسم ہے اور نہ اس کی نقیض مذکور ہے یعنی بعض انسان جسم نہیں سمجھانے کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا مگر آگے چل کر کارآمد ہونے کے لئے جس قیاس استثنائی کا پہلا قضیہ منفصلہ ہو اسکے نتائج کی تفصیل بھی بتلائے دیتا ہوں وہ اس طرح ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ قضیہ منفصلہ حقیقیہ ہے یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو ۔ اگر منفصلہ حقیقیہ ہے تو دوسرے قضیہ میں اگر مقدم کا اثبات کیا گیا ہے تو نتیجہ تالی کی نفی ہے اور اگر تالی کا اثبات کیا گیا ہے تو نتیجہ مقدم کی نفی ہے اور اگر دوسرے قضیہ میں مقدم کی نفی کی گئی ہے تو تالی کا اثبات ہے ... اگر تالی کی نفی کی گئی ہے تو نتیجہ مقدم کا اثبات ہے یہ چار صورتیں ہوئیں پہلی صورت کی مثال عدد یا زوج ہے یا فرد لیکن یہ عدد زوج ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ فرد نہیں (اس کا نام سلسلہ سابقہ سے مثال سوم رکھتا ہوں) دوسری مثال عدد زوج ہے یا فرد لیکن یہ عدد فرد ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ زوج نہیں (اس کا نام مثال چہارم رکھتا ہوں) تیسری صورت کی مثال عدد زوج ہے یا فرد لیکن یہ عدد زوج نہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ فرد ہے (اس کا نام مثال پنجم رکھتا ہوں) چوتھی صورت کی مثال عدد زوج ہے یا فرد لیکن فرد نہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ زوج ہوگا (اس کا نام مثال ششم رکھتا ہوں) یہ منفصلہ حقیقیہ کا بیان ہوگیا اور اگر پہلا قضیہ مانعۃ الجمع ہے دوسرے قضیہ میں اگر مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کی نفی ہے یہ دو صورتیں ہوئیں پہلی صورت کی مثال شئی حجر ہے یا شجر لیکن یہ شئی حجر ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ شجر نہیں (اسکا نام مثال ہفتم رکھتا ہوں) دوسری کی مثال شئی یا حجر ہے یا شجر لیکن یہ شئی شجر ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ حجر نہیں (اس کا نام مثال ہشتم رکھتا ہوں) اور اس میں یہی دو صورتیں نتیجہ دیتی ہیں اور مقدم کی نفی اور تالی کی نفی نتیجہ نہیں دیتی کیوں کہ حجر نہ ہونے سے شجر ہونا یا شجر نہ ہونا یا شجر نہ ہونے سے حجر ہونا یا نہ ہونا لازم نہیں اور اگر پہلا قضیہ مانعۃ الخلو ہے تو اسکے نتائج بالکل مانعۃ الخلو کے عکس ہیں یعنی دوسرے قضیہ میں اگر مقدم کی نفی ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات ہے اور اگر تالی کی نفی ہے تو نتیجہ مقدم کا اثبات ہے یہ دو صورتیں ہیں پہلی صورت کی مثال شئی یا لاحجر ہے یا لاشجر ہے لیکن یہ شئی لاحجر نہیں ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ لاشجر ہے (اسکا نام مثال نہم رکھتا ہوں) دوسری صورت کی مثال شئی یا لاحجر ہے یا لاشجر لیکن یہ شئی لاشجر ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ لاحجر ہے (اسکا نام مثال دہم رکھتا ہوں) اور اس میں بھی مثل مانعۃ الجمع کے یہی دو صورتیں نتیجہ دیتی ہیں اور مقدم کا اثبات اور تالی کا اثبات نتیجہ نہیں دیتا کیونکہ لاحجر ہونے سے لاشجر کا ہونا یا نہ ہونا یا لاشجر ہونے سے لاحجر کا ہونا یا نہ ہونا لازم نہیں یہ سب منفصلہ کا بیان ہوگیا اور یہ سب دسوں مثالیں قیاس استثنائی کی ہوئیں ان میں سے اول کی دو مثالوں میں تو نتیجہ یا نقیض نتیجہ کا قیاس میں مذکور ہونا پہلے بیان ہو چکا تھا ۔ اب اخیر کی آٹھ مثالوں کو بھی دیکھ لو کہ ان میں بھی یہی بات ہے چنانچہ مثال سوم و چہارم و ہفتم و ہشتم میں نقیض نتیجہ قیاس میں مذکور ہے و مثال پنجم و ششم و نہم و دہم میں نتیجہ مذکور ہے اور ایک ایک کو ملا کر دیکھ لو
۱۲ اشرف سلہ بعینہ نتیجہ کے مذکور ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نتیجہ کے موضوع و محمول جس ترتیب سے نتیجہ میں اسی ترتیب سے قیاس میں بلا فصل موجود ہوں چاہے نسبت کسی صورت کی ہو جیسے یہاں "دن موجود ہے" نتیجہ صغریٰ میں تالی بنکر "دن موجود ہوگا" کی صورت میں ہے اور دوسری

سبق ہشتم

استقراء اور تمثیل کا بیان:- کسی کلی کی جزئیات میں تمہاری جستجو کے موافق ہر ہر جزئی میں جب کوئی خاص بات[1] تمکو ملے پھر اس خاص بات کا حکم اس کلی کے تمام افراد پر کردو تو یہ استقراء کہلاتا ہے۔ اگرچہ کوئی جزئی ایسی بھی ہو جنا ممکن ہو کہ اس میں وہ خاص بات نہ ہو۔ مثلاً دہلی کا رہنے والا ایک کلی ہے اس کی جزئیات وہ ہیں جو دہلی میں رہتے ہیں ان میں تم نے اپنی جستجو کے موافق دیکھا کہ ہر ایک میں عقل ہے اس کے بعد سے حکم عقلمند ہونیکا اس کلی کے تمام افراد پر کردیا اور یہ کہا کہ دہلی کے سب رہنے والے عاقل ہیں[2] استقراء یقین کا فائدہ نہیں دیتا اس لئے ممکن ہے کہ کوئی آدمی دہلی کا رہنے والا ایسا بھی ہو کہ تمہاری تلاش میں نہ آیا ہو اور اس میں عقل نہ ہو کسی جزئی خاص میں تم نے کوئی بات دیکھی[3]...... پھر تم نے اس بات کی علت تلاش کی یعنی یہ سوچا کہ یہ بات اس شئی خاص میں کیوں ہے اور سوچنے سے تمکو اس کی وجہ[4] علت مل گئی پھر وہی علت ایک دوسری شئی میں تمکو ملی تو اس میں بھی تم نے اس بات کو ثابت کردیا اسکو تمثیل کہتے ہیں۔ مثلاً شراب[5] کے اندر تم نے دیکھا کہ یہ حرام ہے تو تم نے اس حرام ہونیکی وجہ سوچی۔ سوچنے سے پتہ چلا کہ اسکی وجہ نشہ ہے پھر یہی نشہ تم نے دیکھا کہ بھنگ میں بھی ہے تو وہی بات یعنی حرام ہونیکا حکم تم نے اس پر بھی لگایا۔

اب یہاں چار چیزیں ہوئیں۔ ایک[1] وہ شئی جسکے اندر اصل میں وہ بات ہے اس شئی کو اصل اور مقیس علیہ کہتے ہیں۔ دوسری[2] وہ بات جو اصل کے اندر موجود ہے وہ حکم کہلاتا ہے۔ تیسری اسکی وجہ جو تم نے سوچ کر نکالی ہے وہ علت کہلاتی ہے چوتھی شئی وہ جسکے اندر تم نے علت دیکھی۔ اور حکم انہیں بھی جاری کیا اسکا نام مقیس اور فرع ہے۔

[ک] تالی میں سورج موجود نہیں ہے نتیجہ اسکی نقیض سورج موجود ہے صغریٰ میں سورج نکلنے کا کی صورت سے بیان ہے ۱۲ ح [که] نہ صغریٰ میں نہ کبریٰ میں ۱۲ اور یعنی نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نتیجہ کے موضوع ومحمول اس ترتیب سے جس ترتیب سے ان میں موجود نہ ہوں یعنی پاس پاس کہ اسکے موضوع کا محمول وہی نتیجہ والا محمول اور اسکے محمول کا موضوع وہی نتیجہ والا موضوع نہ ہو مگر نتیجہ کے موضوع ومحمول دونوں الگ الگ ہوکر ہوں ضرور اول صغریٰ میں دوسرا کبریٰ ۱۲ ح [۳ه] چنانچہ اصغر یعنی انسان تو صغریٰ میں موضوع ہے اور اسکا محمول نتیجہ والا محمول نہیں حد اوسط ہے اور اکبر یعنی جسم کبریٰ میں محمول ہے اور اسکا موضوع نتیجہ والا موضوع نہیں ہے بلکہ حد اوسط ہے ۱۲ ح [۱ه] کوئی ۱۲ ح [۲ه] تو اسے استقراء کہیں گے ۱۲ ح [۳ه] کوئی حکم ۱۲ ح [۴ه] وہ وجہ جس پر اس حکم ہونے کا مدار ہو اور جسکی وجہ سے ہی یہ حکم ہو رہا ہے ۱۲ ح [۵ه] مثلاً کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ غاصب زبردستی چھین لینے والا ۱۲ ح کا بھی ہاتھ کاٹا جائے کیونکہ چور کا ہاتھ کاٹا جانا سب جانتے ہیں اور علت اس کی غیر کا مال بدون رضامندی لینا ہے اور یہ بات غصب میں بھی پائی جاتی ہے تو اس کا حکم بھی یہی (ہاتھ کاٹنا ۱۲ ح) ہونا چاہیئے تو دوسرا شخص اسکا جواب دیگا کہ جو علت مقیس علیہ کی تم نے نکالی ہے ہم نہیں مانتے کہ وہ اسکی علت ہے بلکہ اس کی علت دوسرے کا مال بدون رضامندی کے خفیہ طور پر لینا ہے اور یہ بات غصب میں نہیں پائی جاتی (کیونکہ وہاں کھلم کھلا لیا جاتا ہے ۱۲ ح) اسلئے غصب میں وہ حکم ہاتھ کاٹنے کا بھی ثابت نہ ہوگا۔ ۱۲ اشرف۔

نقشہ ذیل میں خوب سمجھ لو ۔

مقیس علیہ یا اصل	حکم	علت	مقیس یا فرع
شراب	حرام ہونا	نشہ	بھنگ

تمثیل سے بھی یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا اسلئے کہ جو مقیس علیہ کے علت تم نے نکالی ہے ممکن[1] ہے کہ وہ اس حکم کی علت نہ ہو۔

سبق نہم

دلیل لمّی اور دلیل انّی :۔ جاننا چاہیئے کہ نتیجہ کا علم تم کو قیاس کے دو قضیوں[2] کے ملنے[3] سے جو ہوتا ہے یہ حد اوسط کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دیکھو ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے ان دونوں مقدموں سے تمکو یہ معلوم ہوا کہ جسم ہر انسان کے لئے ثابت ہے، یہ حد اوسط یعنی جاندار کی وجہ سے[4] ہوا ورنہ قیاس میں اسکے سوا کوئی اور شئی ایسی نہیں جسکی وجہ سے تم کو یہ علم ہو۔

پس معلوم ہوا کہ اکبر (محمول نتیجہ) کا جو اصغر (نتیجہ کے موضوع) کے لئے ثابت ہونا تمکو معلوم ہوا اس علم کی علت حد اوسط ہے۔ پھر جیسے حد اوسط تمہارے اس علم کی علت ہے، اگر واقع میں بھی اکبر کے اصغر کے لئے ثابت ہونیکی علت یہی ہو تو یہ دلیل لمّی ہے جیسے زمین دھوپ والی ہورہی ہے اور ہر دھوپ والی شئی روشن ہوتی ہے۔ پس زمین روشن ہے۔ دیکھو اس مثال میں جیسے دھوپ والی ہونے سے تمکو زمین روشن ہونے کا علم ہوا اسی طرح واقعی میں بھی دھوپ والی ہونا روشن ہونے کی علت[5] ہے اور اگر حد اوسط صرف تمہارے علم ہی کی علت ہو۔ اور واقع میں نہ ہو تو دلیل انّی ہے جیسے یوں کہیں، زمین روشن ہے اور ہر روشن شئی دھوپ والی ہے۔ پس زمین دھوپ والی ہے۔ دیکھو اس مثال میں تمکو زمین کی روشنی سے اسکے دھوپ والی ہونیکا علم ہوا ہے اور واقع میں دھوپ والی ہونے کی علت روشنی نہیں ہے بلکہ برعکس[6] ہے۔

---

[1] ایسی علت نہ ہو کہ جس پر حکم کا مدار ہو ۱۲ [2] صغریٰ وکبریٰ ۱۲ [3] یعنی چاہے وہ واقعہ میں بھی ہوں چاہے نہ بھی ہوں ۱۲ ح [4] کیونکہ جسم ہونا جاندار کے واسطے ثابت ہوا اور پھر چونکہ انسان بھی جاندار ہے اور جاندار اسکے واسطے ثابت ہو چکا ہے اس لئے جسم اس کے لئے بھی ثابت ہوا۔ غرض انسان کے لئے جو جسم ہونا ثابت ہوا تو جاندار ہونے کی وجہ سے ہی ثابت ہوا ۱۲ ح [5] کیونکہ دھوپ کی وجہ سے روشنی ہوتی ہے اور روشنی کی وجہ سے دھوپ نہیں ہوتی ۱۲ [6] اور دلیل لمّی سے کسی مطلوب کا ثابت کرنا تعلیل کہلاتا ہے اور دلیل انّی سے کسی مطلوب کا ثابت کرنا استدلال کہلاتا ہے اب میں آسان کرکے سمجھاتا ہوں کہ دلیل لمّی کا خلاصہ کسی حکم کا اسکی علت واقعیہ سے ثابت کرنا ہے اور دلیل انّی کا حاصل کسی حکم کا اسکی علامت سے ثابت کرنا ہے مثال سے زیادہ واضح اور آسان سمجھو آگ علت ہے، دھوئیں کی اور دھواں علامت آگ کی ہے اگر تم نے آگ بھٹی میں جلتی دیکھی جسکا دھواں نل کے ذریعہ سے اوپر نکلتا ہے اور تم نے دھواں نہیں دیکھا اور یوں کہا کہ آگ موجود ہے اور جب آگ موجود ہوگی دھواں موجود ہوگا پس یہاں بھی دھواں موجود ہے یہ دلیل لمّی ہے اور اگر تم نل کے سرے سے دھواں نکلتا ہوا دیکھا اور آگ نہیں دیکھی اور یوں کہا کہ دھواں موجود ہے اور جب دھواں موجود ہوگا آگ بھی موجود ہوگی۔ پس یہاں بھی آگ موجود ہے یہ دلیل انّی ہے ۱۲ منہ۔

سبق دہم

مادہ قیاس کا بیان :- جاننا چاہیے کہ ہر قیاس کی ایک صورت[1] ہے اور ایک مادہ[2]۔

صورۃ قیاس :- کی تو اس کی وہ ہیئت ہے جو اسکے مقدمات کی ترتیب دینے سے اور حدِ اوسط کے ملانے سے اس کو حاصل[3] ہوتی ہے اور مادہ قیاس وہ مضامین[4] اور معانی ہیں جو مقدمات[5] قیاس کے ہیں یعنی یہ مقدمات یقینی ہیں[6] یا ظنی وغیرہ ہیں۔ پس قیاس کی باعتبار مادہ کے پانچ قسمیں ہیں اور ان کو صناعاتِ خمسہ کہتے ہیں۔

قیاس[1] برہانی۔ قیاس[2] جدلی۔ قیاس[3] خطابی۔ قیاس[4] شعری۔ قیاس[5] سفسطی۔

برہان :- وہ قیاس ہے جو مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو خواہ وہ مقدمات بدیہی ہوں یا نظری جیسے محمد[7] (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ہر اللہ کا رسول واجب الاطاعت ہے پس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واجب الاطاعت[8] ہیں۔ بدیہات کی چھ قسمیں ہیں۔

اولیات[1]۔ فطریات[2]۔ حدسیات[3]۔ مشاہدات[4]۔ تجربیات[5]۔ متواترات[6]۔

اولیات :- وہ قضیے ہیں کہ موضوع و محمول کے صرف ذہن میں آنے سے عقل انکو تسلیم کر لے۔ دلیل کی بالکل ضرورت نہ ہو جیسے کل اپنے جزو سے بڑا ہوتا ہے۔

فطریات :- وہ قضیے ہیں کہ جب وہ ذہن میں آویں تو انکی دلیل ذہن سے غائب نہیں ہوتی۔ جیسے چار جفت ہے اور تین طاق ہے۔ دیکھو اس قضیے میں چار کے جفت ہونے کی دلیل اسکے ساتھ ذہن میں آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسکے دو برابر حصے ہوتے ہیں۔

---

[1] موجودہ ہیئات ۱۲ [2] جس سے کوئی چیز بن سکے یعنی اجزاء ۱۲ [3] صغریٰ کے پہلے اور کبریٰ کے بعد میں ہونے اور حدِ اوسط محمول و موضوع ہونے سے جسکی تفصیل گذر چکی ہے ۱۲ [4] جس کا بیان سبق ششم میں ہو چکا۔ ۱۲ شف [5] الفاظ نہیں کیونکہ مقصود و معانی ہی ہیں اور کبھی کبھی مجازی معنی سے الفاظ کو بھی کہدیتے ہیں۔ ۱۲ [6] صغریٰ کبریٰ ۱۲ [7] تمہارے ذہن میں اگر کسی بات کا واقع کے موافق ہونا نہ ہونا برابر ہو تو یہ شک ہے اور اگر ایک زیادہ اور ایک کم ہو تو زیادہ بات ظن اور کم وہم اور اگر واقع کے موافق ہونا یا نہ ہونا ایک ہی بات ذہن میں ہو دوسری کا خیال بھی نہ ہو تو یہ یقین ہے چونکہ قیاس کے مقدمے تصدیق ہیں اور شک اور وہم تصدیق نہیں ہے۔ جیسا کہ تصدیق کے حاشیہ میں اس کا اشارہ ہوا ہے اسلئے یہاں شکی اور وہمی کو بیان نہیں کیا جاتا ۱۲ح [8] فرمانبرداری یہ صغریٰ اور کبریٰ دونوں یقینی ہیں۔ ۱۲ح ∴

حدسیا:۔ وہ قضیئے ہیں کہ ان دلیلوں کیطرف[1] ذہن جاوے لیکن صغریٰ وکبریٰ کی ترتیب دینے کی ضرورت نہ پڑے جیسے کسی مفتی کامل سے پوچھا کہ چوہا کنویں میں گر پڑا کتنے ڈول نکالیں اور وہ فوراً جواب دے کہ بیس۔ تو یہ قضیہ کہ بیس ڈول نکالنا واجب ہیں حدسی کے اس مفتی کا ذہن دلیل کی طرف گیا لیکن صغریٰ وکبریٰ ملانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

مشاہداتُ:۔ وہ قضایا ہیں کہ جنمیں حکم حواس ظاہری[2] یا باطنی کے ذریعے کیا جاوے جیسے سُورج روشن ہے آنکھ کے ذریعے اسمیں حکم روشن ہونیکا کیا گیا ہے اور جیسے ہمکو بھوک یا پیاس لگتی ہے اسمیں باطن حواس کے ذریعے حکم کیا گیا ہے۔

تجربیات:۔ وہ قضیئے ہیں کہ کئی مرتبہ ایک بات مشاہدہ[3] کر کے عقل اسمیں حکم کرے جیسے گل بنفشہ کو تم نے کئی مرتبہ دیکھا کہ زکام میں نفع کرتا ہے تو کلی حکم کر دیا کہ گل بنفشہ زکام کے لئے نافع ہے۔

متواتراتُ:۔ وہ قضیئے ہیں کہ انکے یقینی ہونیکا حکم ایسی جماعت[4] کے کہنے اور متفرق خبروں سے کیا گیا ہو کہ ان سب خبروں کو جھوٹ نہ کہہ سکتے ہوں جیسے یہ قضیہ کلکتہ ایک بڑا شہر ہے اس کا یقینی ہونا تم کو ایسی خبروں سے معلوم ہے کہ ان خبروں کو تم جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔

قیاس جدلی:۔ وہ قیاس ہے جو مقدمات مشہورہ یا کسی فریق کے مانے ہوئے مقدمات سے بنا ہو خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط۔ جیسے ہندؤں کا قول ہے کہ جاندار کا ذبح کرنا بُرا ہے اور ہر بُرا کام واجب الترک ہے۔ پس جاندار کا ذبح کرنا واجب الترک ہے۔

قیاس خطابی:۔ وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ ان سے غالب گمان صحیح ہونیکا ہو جیسے زراعت نفع کی شئی ہے اور ہر نفع کی شئی قابل اختیار کرنے کے ہے پس زراعت قابل اختیار کرنیکے ہے۔

قیاس شعری:۔ وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جن کا منشا خیال محض ہو۔ خواہ واقع میں صادق ہوں یا کاذب جیسے زید چاند ہے۔ اور ہر چاند روشن ہے۔ پس زید روشن ہے۔

قیاس سفسطی:۔ وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو محض وہمی اور جھوٹے ہوں جیسے ہر موجود شئی اشارہ

---

[1] توضیح اسکی یہ ہے مطلوب جو دلیل سے حاصل ہوتا ہے اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں کبھی تو سوچنے سے دلیل ذہن میں آتی ہے اور اس سوچنے کی صورت اس طرح ہے کہ اس میں ذہن ایک بار تو دلیل ڈھونڈھنے کے لئے چلتا ہے اور جب اسکو کچھ دلیل ملجاتی ہے تو اس دلیل کو درست اور مرتب کرتا ہے یعنی اول مطلوب مجملاً ذہن میں آیا پھر اسنے دلیل کی طرف ذہن کو حرکت ہوئی پھر دلیل کو درست کر کے اس دلیل سے مطلوب کی طرف جانے کی ایک حرکت ہوئی اور یہ دونوں حرکتیں آہستہ آہستہ ہوتی ہیں اسکا نام فکر ہے اور کبھی حصول تو ہوا دلیل سے مگر اس دلیل میں سوچنے کی ضرورت نہیں ہوتی فوراً دلیل بھی ذہن میں آگئی اور اس دلیل سے مطلوب بھی فوراً ذہن میں آگیا۔ پس انتقال ذہن کا یہاں بھی دوبارہ ہوا (کما صرح بہ المحقق الطوسی فی شرح الاشارات کذا فی المرأۃ) مگر دفعتاً ہوا اسکو حدس کہتے ہیں جیسے بعضے بہت تیز ذہن کے لوگ بہت باریک باتوں کو فوراً عقل سے سمجھ جاتے ہیں۔ پس حدس میں مطلوب دلیل عقلی ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے نقل اس کی مثال میں تسامح ہے یہ مسئلہ خطابیات سے ہے ۱۲ منہ [2] اول کو حسیات دوسرے کو وجدانیات کہتے ہیں ۱۲ [3] حواس ظاہرہ وباطنہ میں سے کسی ایک سے محسوس کر کے [4] یعنی اس تعداد میں ہوں کہ سب کا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال ہے ۱۲ ج۔

کے قابل ہے اور جو اشارہ کے قابل ہے جسم والا ہے پس ہر موجود جسم والا ہے جیسے گھوڑے کی تصویر کی نسبت کہیں یہ گھوڑا ہے اور ہر گھوڑا ہنہنانیوالا ہے پس یہ بھی ہنہنانیوالا ہے مغز اس میں سے برہان ہے، فقط۔

فہرست سابقہ اصطلاحات واجب بحفظ

قیاس[1]، اقترانی[2]، استثنائی[3]، اصغر[4]، اکبر[5]، مقدمہ[6]، صغریٰ[7]، کبریٰ[8]، حداوسط[9]، شکل اول[10]، شکل ثانی[11]، شکل ثالث[12]، شکل رابع[13]، استقراء[14]، تمثیل[15]، دلیل لمی[16]، دلیل انی[17]، برہان[18]، اولیات[19]، فطریات[20]، حدسیات[21]، مشاہدات[22]، تجربیات[23]، متواترات[24]، قیاس جدلی[25]، قیاس خطابی[26]، قیاس شعری[27]، قیاس سفسطی[28]۔

تصورات کی بحث کے ختم پر (۵۴) الفاظ مصطلحہ اور قضایا کی بحث کے خاتمہ پر (۳۷) اور آخر رسالہ میں (۲۸) اصطلاحیں یہ کل (۱۱۹) اصطلاحات ہوگئیں ان کو حفظ کرلو۔ انشاء اللہ تعالیٰ منطق کی کتابیں آسان ہوجاویں گی۔ واللہ الموفق وھو یھدی السبیل

۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۶ھ۔ احقر محمد عبد اللہ مدرس مدرسہ عربیہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر

ل ان سب اصطلاحوں کو ایک دوسرے سے پوچھ پوچھ کر خوب یاد کرلینا چاہیئے ان کے یاد کرلینے سے منطق کی جڑ آجاوے گی فقط جمیل احمد تھانوی صبح ۱۱ صفر ۱۳۵۱ھ وکان الشروع فی الصباح ۱۰ صفر مع شغل الدرس فی مدرسۃ مظاہر علوم سہارنپور۔ فیارب وفقک الرضاک ۱۲ ع۔ یعنی مفید یقین کو برہان ہے اور بقیہ بعضے مفید ظن کو ہیں اور بعضے نہ یقین کو مفید نہ ظن کو ۱۲ اشف فقد تمت الحواشی علی تیسیر المنطق المسماۃ تیسر المنطق فی الرابع والعشرین من جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۳۹ھ۔ محمد اشرف علی تھانوی۔
